جملہ حقوق محفوظ ہیں

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

سلسلہ اشاعت (۴)

التبلیغ والجہاد

جس میں اسلامی جہاد ویدک مت اور عیسائیت کے قتال کا مقابلہ کر کے دکھلایا گیا ہے کہ اسلام برعکس اور مذاہب کے محض اپنی زبردست اور معقول و آسان فہم تعلیم سے دنیا میں پھیلا

از خامہ

فقیر محمد عبد اللہ عفی عنہ

۱۳۴۲ھ

مطبوعہ مطبع رفاہ عام سٹیم پریس لاہور باہتمام

جمعیت دعوۃ و تبلیغ اسلام لاہور کی طرف سے بمقام لاہور شائع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعصب بھی جب حد سے گذر جائے تو ایک مرض بن جاتا ہے۔ اچھے بھلے ہوشیار اور سمجھ دار آدمی کو احمق اور بیوقوف بنا دیتا ہے۔ دماغ کو معطل اور شیشہ دل کو مکدر کر دیتا ہے۔ متعصب آدمی کسی چیز کو اس کے اصلی اور حقیقی رنگ میں نہیں دیکھ سکتا۔ مخالف کے محاسن کو اپنی تنگ ظرفی سے معائب سمجھتا ہے۔ اور اپنے معائب کو نہ صرف چھپانے کی کوشش کرتا بلکہ ان کو محاسن کے لباس میں بھی دنیا کے سامنے پیش کرنے سے نہیں شرماتا۔

انفرادی طور پر تو یہ مرض کم وبیش ہر فرقہ کے لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ مگر بحیثیت قوم آریہ سماج کا یہ ایک خاص امتیازی نشان ہے۔ کیونکہ ان کے مذہب کی بنیاد ہی تعصب پر ہے۔ اُن کے ہاں کتے کے لئے کئی طرح کی رعائتیں موجود ہیں۔ درندے قابل معافی سمجھے جا سکتے ہیں۔ سانپ کو دیوتا کی حیثیت دی جاتی ہے۔ اور کیڑوں مکوڑوں پر رحم کیا جاتا ہے۔ مگر انسان کے معصوم بچوں اور مظلوم وبیکس عورتوں کو زندہ آگ میں جلا دینا اس رحمدل قوم کے لئے نہائیت آسان بلکہ عین مذہب ہے۔ ان کے لئے معافی اور رحم کی کوئی گنجائش نہیں۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے اور ان کے خاوندوں۔ بھائیوں اور باپوں نے گاؤکشی کا پاپ کیا۔

ایک درخت کی شاخ کاٹنے پر نہ صرف کاٹنے والے کو سزا دے

جمعیت دعوت و تبلیغ اسلام

صدر دفتر:- مقام پونا کیمپ - ۲۴۱۰ - ایسٹ اسٹریٹ

ماتحت دفاتر:- (۱) صوبہ پنجاب:-

(الف) لاہور - دروازہ شیرانوالہ -

(ب) آگرہ - نائی کی منڈی - درزی پاڑہ ۷۹

(ج) فرید آباد - سید واڑہ

291
1982

(۲) مہاراشٹر - (احمد نگر - ستارہ مبرح)

(۳) دکن - (ملیبار - کالی کٹ)

اغراض و مقاصد جمعیت

(۱) قرآن حکیم کی اشاعت بذریعہ تراجم و دروس -

(۲) ارکان اسلام کی اشاعت اور شرک و رسوم قبیحہ کا ازالہ -

(۳) غیر مسلم اقوام کو دعوت اسلام -

(۴) لاوارث یتیم بچوں کی تعلیم و تربیت بغرض تبلیغ و اشاعت -

(۵) اسلامی لٹریچر اور تاریخ کی اشاعت - (۶) امداد مصیبت زدگان حسب گنجائش

مسلمانوں کی رہنمائی کرتی ہے اور احکام جہاد جن پر قرآن حکیم نے
خاص توجہ دلائی ہے۔ پیش کردیں۔ اور ان واقعات پر بھی ایک سرسری
نظر ڈالی جائے۔ جو ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کو پیش آئے
نیز ویدک دھرم اور عیسائیت کے بیے آزار تعلیم کا نمونہ بھی دکھایا جائے تاکہ
ناظرین صحیح اندازہ کر سکیں۔ کون سا مذہب آشتی اور خونی تعلیم دیتا ہے
اسلام یا ویدک دھرم اور عیسائیت اور کونسی قوم اس جرم کی ملزم ہے مسلمان یا آریہ و عیسائی
ظاہر ہے کہ کسی علم میں یا کسی فن میں کوئی شخص مہارت اور کمال حاصل نہیں
کر سکتا جب تک اس علم یا فن کے سمجھانے والا کوئی ایسا نہ ہو جس کو اس
میں کمال دسترس حاصل ہو۔ کالجوں اور سکولوں میں اگر قابل
پروفیسر اور استاد طلبار کی رہنمائی نہ کریں تو وہ پورے طور پر علوم
مروجہ میں مہارت حاصل نہیں کر سکتے۔ سائنس کے اصولوں کا عملی
تجربات اور مشاہدات سے جو علم اور یقین طلبار کو حاصل ہوتا ہے وہ
محض کتاب کے حروف اور الفاظ سے کبھی حاصل نہیں ہو سکتا ریاضی
کے مسائل کو بورڈ پر حل کر دینے سے جس آسانی سے طلبار کو ان کا علم
حاصل ہوتا ہے۔ وہ صرف کتابی الفاظ و اشکال سے کبھی نہیں ہو سکتا
صنعت و حرفت میں کسی کو محض زبانی اصول بتا دینے یا کتاب پڑھ
لینے سے عملی رنگ میں کچھ حاصل نہیں ہوتا تا وقتیکہ ان اصول و قواعد
کو جو کتاب کے اندر الفاظ و سطور کی ہیئت میں نظر آتے ہیں عملی
جامہ پہنا کر اس کے سامنے نہ رکھ دیا جائے جو اس کے لئے صحیح ماڈل

موت کا مستحق سمجھا جاتا ہے بلکہ اُس کی تمام قوم کو گردن زدنی خیال کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اُن کے بیگناہ بچوں کو نہایت بیرحمی سے قتل کیا جاتا ہے۔ صرف اس لیئے کہ وہ مسلمانوں کی اولاد ہیں +

غیر مذہب کے دل آزاوی کے لئے۔ بہتان جھوٹ حیلہ بازی اور افترا پردازی۔ غرض کہ ہر قسم کے جایز ونا جایز ذرائع و سایل سے کام لینا اُن کے ہاں نہ صرف جایز بلکہ موجب ثواب عظیم ہے چنانچہ اسلام ایک بہشتی تعلیم کی ہدایت دیتا ہے۔ پیغمبر اسلام ایک خونی آدمی تھے۔ تلوار کی دھار اور نیزہ کی نوک سے لوگوں کو جبراً مسلمان بنایا گیا۔ قرآن جبر اور تشدد دیتا ہے۔ اور قرآن حکیم میں غیر مسلم کے لئے سوائے اسلام قبول کرنے اور بصورت انکار دنیا سے مٹ جانیکے کوئی تیسری صورت موجود نہیں۔ وغیرہ اعتراضات کو سچائی سے وہی نسبت ہے جو ظلمت کو نور سے اور ظلم کو عدل سے +

ان اعتراضات کا جن کا تھوڑا سا حصہ بھی حقیقت یا واقعات صحیحہ پر مبنی ہو جواب ہو سکتا ہے۔ مگر جن اعتراضات کی محض افترا و بہتان پر بنیاد ہو۔ ان کے جواب میں مسلم کو وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا کی۔ مسلمانوں کے ساتھ کوئی جاہل جاہلانہ گفتگو کرے تو وہ سلامتی امن اور صلح کی باتیں کرتے ہیں۔ کی تعلیم دی گئی ہے +

پس ہمارا فرض ہے کہ بہتان افترا اور بد کلامی کو آریہ سماج کے لئے چھوڑ کر وہ شاہ قرآنی ہدایت، جو طریق اشاعت وتبلیغ کے متعلق

کر سکیں جو کمالِ انسانیت کی کامل تصویر ہو جس کا کوئی پہلو تاریکی میں نہ ہو *

عیسائیت اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ کیونکہ اول تو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تیس سالہ زندگی کا کوئی پتہ نہیں۔ اور پھر جس قدر بھی ان کی زندگی کے واقعات سامنے آتے ہیں۔ ان سے بھی رہبانیت کی تعلیم ملتی ہے یہودیت۔ بدھ مت وغیرہ بھی اس کے متعلق بالکل خاموش ہیں ویدک دھرم تو صاف طور پر بتاتا ہی نہیں کہ اس کا ملہم کون تھا اور اُن کی تعداد کیا تھی *

مشیت نے یہ شرف فقط صحرائے عرب کیلئے رکھا تھا۔ کہ وہاں سے ایک آواز اٹھی اور فضاء عالم میں پھیل گئی۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اُسوۂ حسنہ

اسلام میں سب سے پہلا مبلغ وہ وجود مقدس تھا جس کی طفیل دنیا کو اسلام کی نعمت عظیم نصیب ہوئی۔ وہ سب سے پہلا اسلام کی منادی کرنے والا تھا جس کی حیات طیبہ کا ہر ایک لمحہ انسانیت کے آسمان کا مہتاب آفتاب ہے نہیں مہتاب و آفتاب تو کبھی وقت گرہن سے تاریک پڑجاتے ہیں۔ مگر اس کے ضیاء و نور میں کبھی فرق نہیں آسکتا کیونکہ اس کی ذرا ذرا سی حرکات و سکنات کو اس محبت و احتیاط سے محفوظ رکھا گیا ہے کہ یہ عزت و شرف دنیا کے کسی مصلح کو نصیب نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ یہ خدائے علیم کی مشیت تھی کہ اس برگزیدہ خلائق کے سوائے کسی اور نبی یا مصلح کی زندگی کامل طور پر دنیا کے سامنے نہیں

کا کام دے +

عرض دنیا میں علوم و فنون کی ترویج واشاعت کے لئے ان کے ماہرین کی ضرورت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا جو ان علوم وفنون کو اوراق کتاب کی خیالی اور ذہنی تصویر سے نکال کر عملی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کریں +

پس جب درسگاہ عالم میں تمام علوم وفنون کی یہ حالت ہے۔ تو اخلاق تمدن ومعاشرت۔ اور سیاست وغیرہ علوم کا جن پر انسانی حیات و ممات۔ ترقی وتنزل کا اسی قدر انحصار ہے جس قدر کہ کسی اور چیز پر صرف حروف والفاظ تک ہی محدود رہنا بالکل قانون قدرت کے خلاف تھا۔ پس یہ تقاضائے قدرت تھا کہ ایک ہستی ایسی ہو جو انسانیت کے لباس میں بوجہ اتم واکمل دنیا کے سامنے پیش کی جائے۔ جو طالبان حق وصداقت کے لئے بہترین نمونہ ہو سکے۔ اس کی زندگی ہر پہلو اور ہر شعبہ میں دوسروں کے لئے بہترین سبق ہو۔ پیاسوں کے لئے آب حیات۔ مشتاقین کے لئے ہر طرح باعث راحت وتسکین ہو۔ اگر وہ کمال اخلاق کی زندہ تصویر ہو تو تمدن ومعاشرت کا ہر مرحلہ اس میں اپنے تمام کمال کیساتھ نمایاں ہو۔ اگر وہ سیاست میں ماہ کامل ہو تو لعلق باللہ میں اس کی زندگی دنیا کے لئے آفتاب ہو +

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں جو لوگ اپنے مذہب کے الہامی ہونے کے مدعی ہیں یا سب کے سب اس بات سے عاری ہیں کہ وہ کوئی ایسا نمونہ پیش

(۳) اور چونکہ اس میں خوفناک مصائب کا سامنا تھا۔ اس لئے ان کے برداشت کرنے کے لئے آپ کو بذریعہ پیشگوئی (وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاس تیار کر دیا گیا کہ دشمن لاکھ کوشش کریں۔ آپ کو اذیت دیں۔ تکلیفیں پہنچائیں۔ آپ کے کام میں رکاوٹیں پیدا کریں۔ مگر آپ کو کوئی ایسا نقصان نہیں پہنچا سکیں گے جو آپ کے مساعی فی سبیل اللہ کو بار آور نہ ہونے دے اور اسلام کو دنیا میں پھیلنے سے روک دے جس کی شہادت اُس وقت سے آج تک زمین کا چپہ چپہ دے رہا ہے کہ یہ پیشگوئی کس سچائی کے ساتھ پوری ہوئی غور کرنے کا مقام ہے کہ اس وقت عرب میں کسی کا مار ڈالنا کوئی مشکل امر نہ تھا حضرت فاروق جیسے عظیم الشان خلیفہ کو جن کے نام سے یورپ کانپتا تھا۔ اور جن کے رعب سے دشمن کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ جاتی تھی۔ مارنے والے نے شہید کر دیا۔ اسلام کے ناجی بہادر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کمبخت ابن ملجم نے جام شہادت پلا دیا اور آج بھی موجودہ زبردست نظام کے ماتحت پنڈت لیکھرام کو قتل کرنے والے نے قتل کر دیا۔ افغانستان میں عین حالت امن میں امیر حبیب اللہ کا مار ڈالنا آسان ہو گیا۔ مگر واللہ یعصمک من الناس کی پیشگوئی نے دنیا کو دکھا دیا کہ باوجود مسلسل اور انتہائی کوششوں کے دشمن کس طرح ناکام رہا۔ حالانکہ یہ پیشگوئی اسوقت ہوئی تھی جب آپ دنیا میں اکیلے تھے۔ اور گرد و پیش تمام دشمنوں کا ہجوم تھا +

چونکہ احکام الٰہی کی اشاعت اللہ کے رسول کا حقیقی مقصد تھا۔ اس

آئی جو اس امر کی زبردست دلیل ہے کہ ترقی یافتہ دنیا کے لئے اسی کی مثال باعث نور
وہدایت ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر کسی کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی ہو اور دل
بصیرت کے نور سے خالی ہو۔ وہ اپنی فطرت سے مجبور ہے سہ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔ چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اردو میں آپ کی سیرت کے متعلق کافی مواد موجود ہے۔ مگر اس مختصر سے
رسالہ میں صرف اسی قدر بتانا مقصود ہے۔ کہ اشاعت وتبلیغ اسلام
میں آپ کا اور آپ کے متبعین کا طرز عمل کیا تھا۔ (۱) اس کے متعلق
قرآن حکیم (جو آپ کا اور آپ کے متبعین کا دستور العمل ہے) کیا کہتا
ہے۔ (۲) صفحات تاریخ کیا شہادت دیتے ہیں +

قرآنی دعوت یا احکام تبلیغ

آپ کا تبلیغی فرض ۔ یٰاَیُّہَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ ۔ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط

اے ہمارے رسول جو احکام تجھے تیرے رب کی طرف سے ملتے ہیں وہ (بلا کم وکاست) لوگوں تک پہنچا دے اور اگر تونے ایسا نہ کیا تو سمجھا جائیگا۔ کہ تونے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔ اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائیگا +

ظاہر ہے کہ (۱) احکام الٰہی کی اشاعت کرنا آپ کا حقیقی مقصد تھا۔
(۲) اس میں کسی طرح کی کمی بیشی کرنے کے آپ ہرگز مجاز نہ تھے۔

بھی اُسی وقت مؤثر ہو سکتا ہے۔ جب وہ ہر اس نیکی کا کامل طور پر خود عامل ہو جس کے کرنے کا دوسروں کو حکم دیتا ہے۔ اور ہر اُس برائی سے بچے جس سے دوسروں کو روکنے کا حکم دیتا ہے۔ اس طرح صاف اور مبرّا ہو جیسے نور ظلمت سے۔ ورنہ بقحوائے کہ وعظ بیعملاں واجب است نشنیدن بیعمل لوگوں کا وعظ کون سنتا ہے اور اگر سن بھی لے تو عملی نتیجہ کیا ہو سکتا ہے۔ اس لئے درس گاہ الٰہی سے حضور علیہ السلام کو پہلا سبق بھی ملا کہ۔

یَاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۙ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۙ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ؕ	اے اصلاح کرنے والے (عالم کے) اُٹھو اور لوگوں کو (اعمال بد کے نتائج سے) ڈراؤ۔ اور اپنے پروردگار کی بزرگی بیان کرو۔ اور پاک دامنی پر قائم رہو۔ اور (مخلوق پرستی) کی نجاست سے علیحدہ رہو اور احسان اس نیت سے نہ کرو کہ لوگوں سے اس کا فائدہ حاصل کیا جائے اور اپنے پروردگار کے لئے (حق رسالت ادا کرتے ہوئے) ہر ایک امتحان اور مصیبت میں ثابت قدم رہو ٭

ان آیات میں حضور علیہ السلام کو دنیا کی اصلاح کا حکم دیا۔ اور اس اہم فرض کی انجام دہی کے لئے طریق ذیل پر پابند رہنے کی ہدایت فرمائی۔

لئے ضروری تھا کہ جس ذات قدس نے یہ اہم فرض آپ کے ذمہ لگایا ہے وہ یہ بھی بتا دے کہ اس حکم کی تعمیل کیونکر اور کس طریق پر کی جائے۔ جو لوگ سننے سے انکار کریں یا سن کر بھی ایمان نہ لائیں تو ان کے ساتھ آپ کیا سلوک کریں۔ کیا ان حالات میں آپ کو کسی قدر جبر و تشدد کرنے کا بھی کوئی اختیار تھا؟ اس کے متعلق قرآن حکیم نے اپنے رسول کی پورے طور پر رہنمائی کی ہے +

آپکا طریق عین حکمت تھا اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَ الْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَ جَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ط

اے ہمارے رسول۔ اللہ کی راہ پر لوگوں کو بلاؤ۔ حکیمانہ طریق سے بہترین پند و نصائح سے اور اگر یہ لوگ مجادلہ پر اتر آئیں تو تیرا طریق مقابلہ نہایت ہی معقول ہونا چاہیئے +

حکمت کا ذکر مقدم کرنے سے یہ مقصود ہے کہ اصلاح کے لئے سب سے زیادہ مؤثر اور اس لئے سب سے زیادہ ضروری مصلح کی اپنی زندگی ہے۔ جو دوسروں کے لئے بہترین نمونہ ہو۔ اُس کی روزمرّہ زندگی کے واقعات بے نفسی۔ ایثار۔ ہمدردی۔ سچائی۔ دیانت۔ طہارت۔ استقامت اور تقوے کا عدیم النظیر مرقع ہوں جو برقی قوت کی مانند دنیا کے لوگوں کو اس کی طرف مائل کر دیں۔ اور بڑے بڑے مغرور سر اُس کی کمال انسانیت کے سامنے خودبخود جھک جائیں۔ کیونکہ ناصح اور واعظ کی نصیحت اور وعظ

لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ	میں حلیم اور بُرد بار بنایا گیا۔ اور اگر آپ بھی جابر اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ دور ہی سے بھاگ جاتے اور تیرے پاس بھی نہ پھٹکتے ۔
صبر و استقامت فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ	پس صبر کرو جس طرح اولعزم انبیار نے صبر کیا ۔

یعنی اللہ کی راہ میں مصائب و آلام کو اس خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیجئے۔ کہ باوجود تسلسل مصائب کے آپ کے استقلال و استقامت میں ذرا بھی فرق نہ آئے ۔

اور

صبر و استقامت فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ	اس طرح ثابت قدم رہو جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے ۔
بے نفسی قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا	اور کہدے کہ میں اس پر بھی تم سے کسی

صلہ یا معاوضہ کا طلبگار نہیں۔ یعنی اپنے قول و فعل سے ثابت کردیں کہ آپ کا حلم و بردباری اور مصائب پر صبر کرنا کسی نفسانی خواہش یا ذاتی مفاد پر مبنی نہیں ہے ۔

دشمن سے سلوک اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ	(کفار کی دشمنی اور شرارتوں کو ایسے مشفقانہ اور ہمدردانہ رنگ میں ان کی طرف لوٹا کہ ظالم دشمن بھی تیرا جان نثار

کہ لوگوں کو اعمال بد اور اُن کے مضر نتائج سے ڈرائیں جو ان کو اخلاقی اور قومی ہلاکت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اور وہ اس طریق سے کہ خدائے واحد کی بزرگی و عظمت کو بیان کرکے ان کو کامل توحید کی دعوت دیں جو کہ روحانی۔ اخلاقی اور قومی بیماریوں کا ایک ہی علاج ہے۔ اور جو تمام انسانی ترقیوں کا راز ہے۔ اور اس کی کبریائی کو نہ صرف زبان سے بیان ہی کریں بلکہ اپنے ظاہری و باطنی طہارت و تقوے۔ بے نفسی۔ اور صبر و تحمل وغیرہ اعلٰے اوصاف سے عملاً ثابت کرکے دکھا دیں۔ کہ اس کی راہ میں۔ اس کی رضا میں تمام خواہشات کو قربان کیا جا سکتا ہے آرام و راحت اس کی عزت پر نثار ہو سکتی ہے۔ بے منت احسان اور اصلاح کے معاوضہ میں بھی ہر قسم کی تکالیف و مصائب کو صرف اس کے خوش کرنے کے لئے نہایت ہی خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا جا سکتا ہے +

پس آپ کی اخلاقی عظمت ہی ایک ایسی زبردست کشش تھی جو مخالفین کو بھی دوست بنا دیتی تھی۔ چنانچہ فرمایا +

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ؕ	اے نبی۔ تیری فطرت ہی خلق عظیم ہے۔ یعنی تیری ذات اخلاق حسنہ کے زیور سے کامل طور پر آراستہ ہے
حلم و بردباری فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ	یہ اللہ کی رحمت تھی کہ تجھے ان کے اکھڑ پنا اور بے رحم طبائع کے مقابلہ

یعنی چھاؤنی میں پہنچا دو یعنی قید کر دو۔ آپ نے ترجمہ تو صحیح کیا ہے مگر تفسیر میں غضب ہی کر دیا ہے کہ آپ کی جولانی طبیعت اور معاملہ فہمی کی داد دیئے بغیر نہیں رہا جا سکتا +

ممکن ہے کہ ان کے ہاں کوئی خاص ڈکشنری عربی و اردو کی ہو جس میں پہنچا دینے کے معنی قید کرنے کے لئے گئے ہوں۔ مگر روئے زمین پر تو کسی ایسی لغات کے شہادت نہیں ملتی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو وحی ہوتی تھی جیسا کہ قرآن حکیم کا ارشاد ہے انّ الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم پیرما متہ (اس کی جائے۔ (من) کی تفسیر میں گل افشانی کی ہے" اسلامی لشکر گاہ تک" جس سے آپ کی نحوی اور صرفی واقفیت کا کمال منکشف ہوتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ جو کچھ خامہ فرسائی کی گئی ہے دیدہ و دانستہ کی گئی ہے مگر ہم پوچھتے ہیں کہ (۱) اگر جبراً مسلمان بنانے کیلئے قیدی کر دینا تھا تو (حتے لیسمع کلام اللہ) قرآن سنانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا بغیر قرآن سنانے کے اس کو قید نہیں کیا جا سکتا تھا؟ (۲) کیا کسی کو قید کر دینا بھی اس کے لئے امان ہو سکتی ہے؟ اسی آیہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ غیر مسلم کے لئے قرآن حکیم میں سوائے دو صورتوں کے تیسری کوئی صورت نہیں۔ یا وہ اسلام قبول کر لے اور یا قتل ہو جائے۔ ھذا بھتان عظیم کس قدر جھوٹ اور سراسر افترا ہے اگر قرآن حکیم نے غیر مسلم اقوام کے لئے کوئی تیسری صورت پیش نہیں کی تو (۱) جزیہ کس پر لگایا گیا ہے۔ جس کے متعلق حتے یعطوا الجزیۃ عن ید وّ ھم صاغرون کا حکم موجود ہے اور جس سے خود آریوں کو کبھی انکار نہیں ہوا۔ بلکہ وہ آج تک نالاں ہیں کہ اسلام نے غیر مسلم رعیت پر ٹیکس

وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتے یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذالک بانھم قوم لا یعلمون ٥

یہاں تک کہ اگر مشرکین میں سے کوئی تجھ سے امان کا طالب ہو تو اُس کو بطیب خاطر امان دیدے تاکہ اُسے کلام الٰہی سننے کا موقعہ مل جائے پھر اس کو اس کے جائے امن وقیام تک پہنچا دے ۔ یہ اس لئے کہ بے علم قوم ہیں ۔ یعنی قرآن حکیم کی تعلیم سے نا آشنا اور آپ کے کریمانہ اخلاق سے ناواقف ہیں +

دوست بن جائے +

یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ کو سخت سے سخت دشمن کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ۔ جس پر آپ ہمیشہ کاربند رہے پھر کون ہے جو ہمیشہ اپنے خونی دشمنوں کے ساتھ اس حسن سلوک سے پیش آیا ہو کہ نہ صرف ان کو خطرہ کیوقت امان دی ہو بلکہ اس کو اس کے گھر یا اس کے لشکر گاہ تک امن وحفاظت کے ساتھ پہنچا دیا ہو ۔ خصوصاً اس وقت جبکہ دشمن کی تلوار مسلمانوں کے خون میں رنگین ہو +

نوٹ :۔ پنڈت لیکھرام نے اس آیت کے مفہوم کو ارادۃً بگاڑ کر مخلوق خدا کو بہکانے کی ذلیل کوشش کی ہے ۔ چنانچہ اس نے لکھا ہے کہ کوئی شخص ثم ابلغہ مامنہ کا مفہوم یہ نہ سمجھے کہ یہاں دشمن کو اس کے جائے امن تک پہنچانے کا حکم دیا ہے ۔ نہیں ۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے ۔ کہ اس کو لشکر گاہ اسلامی

مذہبی آزادی

از روئے اقرار و انکار

(۱) قل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر

اور اے پیغمبر ان سے کہدو کہ یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے پس (تعلیم قرآن اور اسوۂ حسنہ (جو قرآن کی عملی صورت ہے) سن لینے اور دیکھ لینے کے بعد جس کا دل چاہے ایمان لائے اور جس کی مرضی ہو انکار کر دے

(۱) قل یا ایہا الناس قد جاءکم الحق من ربکم فمن اهتدى فانما يهتدي لنفسه ومن ضل فانما يضل عليها وما انا عليكم بوكيل ط

کہدے اے لوگو۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق پہنچ چکا پس جو کوئی سیدھی راہ اختیار کرتا ہے تو اسمیں اسکا اپنا ہی فائدہ ہے اور جو بہک جاتا ہے۔ تو بہکنے میں اسی کا نقصان ہے اور میں تمہارا کروڑی نہیں ہوں (کہ بصورت انکار تمہیں زبردستی سیدھی راہ پر لگا دوں یا تمہارے متعلق مجھسے باز پرس ہو)

کیونکہ

(۳) فذکر انما انت مذکر لست علیهم بمصیطر

آپ کا کام نصیحت کرنا ہے۔ سو آپ نصیحت کیجئے آپ کو ان پر کوئی داروغہ مقرر نہیں کیا گیا

کیا آیات مندرجہ بالا میں جبر و تشدد کو پایا جاتا ہے؟ کیا ان احکام کی موجودگی میں حضور یا انکے پیچھے متبعین کسیکو جبراً مسلمان بنا سکتے تھے۔ یا اب بنا سکتے ہیں؟ کیا حضرت علیہ السلام کو جو تمام عالم کے لئے داعی حق بنکر آئے تھے صاف طور پر نہیں کہدیا گیا کہ کسیکو مسلمان بنانے میں آپکو جبر و اکراہ کا اتنا بھی اختیار نہیں جسقدر کہ ایک معمولی داروغہ کو حاصل ہوتا ہے؟ حالانکہ خالق اکبر کے حضور میں کوئی انسان آپ سے زیادہ مقرب نہیں ہے اور کسیکو وہ شرف و عزت اور اختیارات حاصل نہیں ہوئے جو آپکو تھے

کیوں مقرر کیا (۳) روم - ایران - مصر - افغانستان اور ہندوستان وغیرہ ممالک (جن کو اسلام نے فتح کیا) کے غیر مسلم آبادی زندہ شہادت ہے اگر قرآن حکیم میں انکے لیے کوئی تیسری صورت موجود نہ ہوتی تو آج ان ممالک میں کوئی غیر مسلم نظر نہ آتا جس طرح عیسائیت کی نرم اور عفو و درگذر کی تعلیم نے مسلمانوں کو تہ تیغ کرکے سپین کو غیر عیسائیوں سے بالکل صاف کردیا - یا جس طرح آریوں کے نرم دلوں اور بے ضرر ہاتھوں نے ہندوستان کے قدیم باشندوں کو یہانتک قعر مذلت میں گرادیا کہ انکی حالت کو ایک درد بھری داستان بنا دیا - مگر تعجب ہے کہ سنگدل مسلمانوں نے تمام مفتوحہ ممالک میں اپنی غیر مسلم رعایا کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا اور نہ وہ کرسکتے ہیں بلکہ ہر محکمہ میں ان کو مساوی عہدے دیئے - قلمدان ان کے ہاتھوں میں رہا - ہفت ہزاری اور ہشت ہزاری کے عہدوں پر ممتاز کیا - اگر اسلام بھی اسی رحمدلی سے کام لیتا جس کا ثبوت عیسائیوں اور آریوں نے دیا - تو ایشیا میں کسی غیر مسلم کا تخم بھی باقی نہ رہتا - ہندوستان کی سرزمین میں ہندوؤں کا نام باقی رہتا نہ آٹھ کروڑ اچھوت اقوام کا نشان - نہ پنڈت صاحب ہوتے اور نہ ایسے بیہودہ دلفریب اور بے سروپا اعتراضات کا کسی کو موقعہ ملتا - جن کو اصلیت سے اس قدر بعد ہے جس قدر کہ سایہ کو آفتاب سے اور تاریکی کو روشنی سے ٭

از روئے روحانیت وایمان

اور دنیا کے جملہ داعیان مذہب کو روحانیت کے میدان میں اپنے مقابلہ پر کس فراخ حوصلگی کے ساتھ بلایا۔

(۱) فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین

پس کہدے کہ آؤ۔ ہم بھی اپنی اولاد عورتوں اور اپنی جانوں کو لے کر آجاتے ہیں۔ اور تم بھی اپنی اولاد عورتوں اور اپنی جانوں کو لیکر آجاؤ۔ پھر مباہلہ کرلیں اور ہم میں سے ہر ایک فریق جھوٹے کے لئے لعنت و بددعا کرے۔ اور پھر دیکھ لیں کہ خدا کس کی سنتا ہے۔ دعا کے بعد جس پر تباہی آئیگی۔ وہی لعنتی اور کاذب ٹھیریگا۔

آج بھی اگر کسی کو صداقت، راستی اور روحانیت کے فیصلہ کرنے کا شوق ہو۔ تو یہ چیلنج موجود ہے۔ دیکھ لو کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔ اور کس کی سنتا ہے۔

پس ثابت ہے کہ قرآن حکیم نے ہر میدان میں غیر مسلموں کو پوری آزادی دے رکھی ہے۔ جو اس کی صداقت کی سب سے بڑی زبردست دلیل ہے۔

اور چونکہ ایمان کا تعلق دل سے ہے۔ اور دل پر محض جبر و تشدد سے کوئی شخص تسلط نہیں پا سکتا۔ اس لئے حضور علیہ السلام کو ارشاد ہوا۔

(۲) اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ

کسی کو ہدایت پیدا کرنا آپ کے اختیار میں

از روئے دلائل و براہین

(۴) وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاریٰ تلک امانیھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین	یہود و نصاریٰ اس بات کے مدعی ہیں کہ ان کے سوائے بہشت کا کوئی مستحق نہیں یہ ان کی محض آرزو ہے۔ اور دعویٰ ہی بلا دلیل اسلئے کہدے کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو دلیل لاؤ۔

از روئے اصول و تعلیم

(۵) وان کنتم فی ریب مما نزلنا علےٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین	اور اے نبی ان سے کہو کہ اگر تمہیں اس کتاب میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری تو تم ایک ہی سورہ اس جیسی بنا دکھاؤ اور اللہ کے سوائے اپنے تمام مددگاروں کو بلا لو۔ اگر تم سچے ہو تن

ان تمام آیات سے واضح ہے کہ غیر مسلم اقوام کو نہ صرف یہی آزادی دی ہے کہ جس کا دل چاہے ایمان لائے اور جو چاہے انکار کرے۔ بلکہ ان کو دلائل و براہین کے میدان میں کھلے دل سے مقابلہ پر آنیکی اجازت دی اور اعلان کر دیا کہ جو لوگ قرآن حکیم کی تعلیم کے مقابلہ میں کوئی اور تعلیم جس کا اعجاز انکے زعم میں قرآن کے برابر یا بڑھکر ہے پیش کرنا چاہیں تو ان کو ہر وقت اجازت ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہدیا کہ اسلام ایک چٹان ہے جو کوئی اس سے ٹکرائیگا خود ہی پاش پاش ہو جائیگا اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا چنانچہ حضور سے ارشاد ہوا کہ ۔

(۶) قل لئن اجتمعت الانس و الجن علےٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا	ان سے کہدو کہ اگر تمام جن و انسان جمع ہو کر بھی اس قسم کا قرآن بنانا چاہیں تو ہرگز نہیں بنا سکینگے اگرچہ اس کام میں سب ایکدوسرے [illegible] مددگار ہوں

بعض نادان کہتے ہیں۔ کہ قرآن محمد صلعم کی تصنیف ہے۔ اور جو کچھ اس میں ہے وہ آپ کے دلی جذبات و خواہشات اور دل و دماغ کا نتیجہ ہے اگر (نعوذ باللہ) یہی بات ہے۔ تو ان کو اپنی الہامی کتب تمام کی تمام سمندر میں پھینک دینی چاہئے۔ کیونکہ جب ان کی الہامی کتب ایسی اعلےٰ اور پاکیزہ تعلیم پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ جو عرب کے ایک اُمی کے غور و فکر کا سرمایہ ہے تو جو لوگ ان کے الہامی ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ ان کو شرم میں ڈوب مرنا چاہئے۔ اور اگر کوئی ایسی تعلیم ہے۔ تو پیش کریں۔

صحابہ کا طرز عمل

صحابہ میں خلق محمدی کی پوری شان موجود تھی

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ۔

مسلمانو! تم میں سے جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر پکا ایمان رکھتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ رسول اللہ صلعم کی پاک اور بہترین زندگی کو اپنا دستور العمل بنائے۔ یعنی مسلمانوں کے تمام اقوال و افعال میں اخلاق محمدی کی پوری جھلک ہونی چاہئے۔ اور یہی ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کی علامت ہے۔ چنانچہ صحابہ و مومنین کی خصوصیت میں فرمایا۔

وہ بھی علےٰ وجہ البصیرت یعنی حکیمانہ رنگ میں داعی حق تھے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ

اے نبی کہدے کہ میری اور میرے تابعداروں کی یہی راہ عمل ہے۔ کہ لوگوں کو علےٰ وجہ البصیرت یعنی حکیمانہ رنگ میں اللہ کی طرف بلائیں

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ	نہیں یہ کام اللہ کا ہے۔ وہ جسکو چاہے راہ راست پر چلنے کی توفیق دے۔

انسانی ہمدردی

آپ مجسم رحمت تھے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ؕ	تجھے ہم نے دنیا والوں کے لئے مجسم رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

پس اس حکیم کی طرح جس کو اپنے بیمار کی بدپرہیزی سے صرف اسلئے رنج ہوتا ہے کہ وہ بدپرہیزی اس کی بیماری کو بڑھا کر اس کی ہلاکت کا باعث ہوگی حضور علیہ السلام کو جو روحانی حکیم تھے منکرین و مشرکین پر زیادہ رحم آتا تھا۔ اور یہ رحم ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ کو ان کی بداعمالیوں پر رنج پیدا ہوتا تھا۔ فقط اس لئے کہ ان کی بداعمالیاں ان کو عذاب الٰہی کا مستوجب بناوینگی جو حضور کمال رحمت اور ہمدردی سے برداشت نہیں کرتے تھے۔ اس لئے خالق اکبر نے فرمایا۔ کہ

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝	کیا تو اس غم میں اپنی جان کھو دیگا کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔

اور

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝	پس کیا تو ان کے واسطے اپنی جان کھو دیگا۔ اس افسوس و رنج میں کہ وہ قرآن حکیم کی تعلیم پر ایمان نہیں لاتے۔

یہ ہے نمونہ خلق محمدی کا جو ایک قطرہ ہے سمندر سے۔ اور ایک ذرہ ہے اس آفتاب ہدایت کی شعاعوں سے جس کے نور و ضیا کو چمگادڑ کی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔

رحم کرے۔ تو اس سے جبر و تشدد کیونکر ہو سکتا ہے۔ خاصکر جبکہ حکم ذیل بھی موجود ہو

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا

جب ہدایت گمراہی سے پورے طور پر ظاہر ہو چکی تو اب دین کے معاملہ میں اکراہ کیسا۔ پس جو کوئی مخلوق پرستی چھوڑ دے اور خدائے واحد پر ایمان لے آئے۔ تو اس نے یقیناً ایسے رشتہ سے تعلق جوڑا جو ٹوٹنے والا نہیں۔

یہ ایک عام اعلان تھا جس کی صدا فضاء عالم میں گونج اٹھی۔ اور مسلمانوں نے جہاں کہیں بھی وہ پہنچے۔ اپنے طرز عمل سے ہمیشہ ثابت کر دکھایا کہ محض اختلاف عقیدہ کی بنا پر جبر و تشدد کرنا جس قدر انصاف سے بعید ہے اسی قدر صداقت سے دور ہے۔ اور اس اعلان عام کو حکم ذیل نے اور بھی زیادہ مضبوط کر دیا۔

أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ

کیا تم لوگوں کو مجبور کرو گے کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔

گفتگو میں اعتدال

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ

مسلمانو! دوسروں کے معبودوں کو جن کو وہ اللہ کے سوا ئے پکارتے ہیں گالیاں مت دو۔ اگر ایسا کرو گے تو وہ بیعلمی سے محض تمہاری عداوت کی بنا پر اللہ کو گالیاں دینگے۔ اس لئے کہ ہر ایک جماعت کو اپنا طرز عمل محبوب ہے

انا و مَنِ اتَّبَعَنِیْ۔ | چونکہ بصیرت یا حکمت ہر ایک مسلم کا خاصہ

قرار دیا گیا۔اس لئے قول بلا عمل سے سخت منع فرمایا۔

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝

مسلمانوں تم ایسی بات کیوں کہو جس کے کے تم عامل نہیں ہو۔جس پر اپنا عمل نہ ہو اس کا دوسروں کو نصیحت کرنے کے لئے ، ذکر کرنا بھی غضب الٰہی کا موجب ہے

کیونکہ

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ۝

تم بہترین امم ہو۔تمہاری زندگی کا مقصد لوگوں کی اصلاح کرنا ہے۔نیکی کا حکم دیتے ہو۔اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

یعنی تمہارا اپنے آپ کو خلق اللہ کی بہتری اور اصلاح کے لئے وقف کر دینا ہی تمہارے زبردست ایمان کی شہادت ہے۔اور ایمان کا نتیجہ ہی یہ ہے کہ مومن کی زندگی کا ہر لمحہ دوسروں کی خیرخواہی میں گذرے۔یہی اس کا دین اور یہی اس کا مذہب ہے۔

حضور علیہ السلام نے اسی مضمون کی اور زیادہ وضاحت فرمادی۔الدین النصیحۃ دین خیرخواہی کا نام ہے۔اور ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء تم زمین والوں پر رحم کرو۔آسمان والا تم پر رحم کریگا۔

پس جب مسلم کا اولین غرض ہی یہ ہے۔کہ وہ مخلوق الٰہی کی خیرخواہی اور اس کی

هُمُ الضّٰلِّوْنَ ؁

(۳) جہاد ما المقاطعہ

اِنَّمَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ قٰتَلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ وَظٰھَرُوْا عَلٰٓی اِخْرَاجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْھُمْ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ

وہی بہکے ہیں +

خدا تم کو صرف انہی لوگوں کی دوستی سے منع کرتا ہے۔ جو شخص عقیدہ کی مخالفت پر تم سے لڑے۔ اور تم کو گھروں سے نکال باہر کیا۔ اور تمہاری جلاوطنی میں تمہارے خلاف مدد دی۔ اور ایسے لوگوں سے دوستی رکھنے والا ظالم ہے +

یہ وہی طریق مدافعت ہے۔ جس کو آج ہندوستان اور مصر کے تمام بہترین دماغوں نے استبدادیت کے مقابلہ میں سب سے بہترین آلہ سمجھا۔ مگر اسلام نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے اس کی تعلیم دی۔ اور جن لوگوں کی تلواریں مسلمانوں کے خون میں رنگین تھیں۔ اور ان کو وطن سے بے وطن کر دیا تھا اور اس کے مخالف ہر قسم کی کوشش کر رہے تھے۔ مدت تک ان کے مقابلہ میں تلوار نکالنے کی اجازت نہیں دی۔ بلکہ ان سے صرف ترک موالات کا حکم دیا اور یہ بھی اسلئے کہ ظالم سے دوستی کرنا اس کے ظلم کو تقویت دینا ہے۔ جو اخلاقی اور قومی لحاظ سے بہت بڑا جرم ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

نیکی اور تقوے کے کاموں میں تعاون یعنی مدد دو۔ مگر گناہ اور زیادتی سے عدم تعاون یعنی کنارہ کشی اختیار کر لو +

مسلمانوں کو مشرکین وغیرہ غیر مسلم اقوام کی دل آزاری سے سخت روکا گیا ہے۔ کَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ کی دلیل نے واضح کر دیا کہ کسی قوم کا عقیدہ و اعمال خواہ کتنے ہی بُرے ہوں۔ خلاف عقل ہوں مسلمان کو ہرگز اجازت نہیں کہ ان کے ساتھ استہزا کرے۔ یا ایسے نامناسب لفاظ میں ان کی تردید کرے۔ کہ فریق ثانی جوش انتقام میں خدائے برتر یا اس کے رسول صلعم کو گالیاں دینے لگے۔ پس معلوم ہوا کہ گفتگو میں بھی مسلمان کوئی ایسا کلمہ استعمال نہیں کر سکتا جس سے جبر و تشدد کی بو آئے۔ یا تہذیب سے گرا ہوا ہو۔

جہاد

جہاد سے ہر وہ انتہائی کوشش مراد ہے جو کسی نہایت ہی اعلےٰ مقصد کے لئے کی جائے۔ خواہ وہ زبان سے ہو یا دل سے۔ مال سے ہو یا جان سے۔ قتال صرف اس کی ایک صورت ہے اور اس سے محض قتال یا خونریزی مراد لینا سخت غلطی ہے۔ کیونکہ جہاد ایک عام لفظ ہے۔ جیسا کہ (ریاضت و محنت)

(۱) وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

اور جو لوگ ہمارے راہ میں کوشش کرتے ہیں۔ ہم ان کو اپنا رستہ دکھا دینگے۔

(۲) جہاد بالمال: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ

ایماندار وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے بعد پھر شک میں مبتلا نہیں ہوئے اور اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں کوشش کی

فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْہِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الخ

ہاں جو لوگ تم پر زیادتی کریں اس قسم کی زیادتی تم بھی ان پر کرلو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ کہ کہیں تم زیادتی میں ان سے بڑھ نہ جاؤ۔

پس یہی وجہ تھی کہ منافقین کے ساتھ تلوار کی جنگ نہیں کی گئی۔ کیونکہ وہ علانیہ مسلمانوں کے مقابلہ میں تیغ بکف نہیں ہوئے۔ وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے۔ اور درپردہ اسلام کے دشمن تھے۔ وہ دوستی کی آڑ میں مسلمانوں کو صدمہ پہنچانا چاہتے تھے۔ مگر کھلے طور پر مسلمانوں کے مقابلہ میں نہیں آئے۔ اس لئے ان سے مقاطع کا حکم دیا گیا۔ جو ایک برابر کی جنگ تھی۔ چنانچہ فرمایا۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ الخ

اور اے پیغمبر ان میں (منافقین) سے اگر کوئی مر جائے تو اس کی نماز جنازہ ہرگز نہ پڑھا کیجئے۔ اور ان کی قبر کے نزدیک بھی نہ جایئے۔

پس یہی حربہ تھا جو منافقین کی خفیہ کوششوں کے مقابلہ میں استعمال کیا گیا۔ تاکہ مسلمانوں کے دوستانہ تعلقات اور برادرانہ میل جول سے ان کی شرارتوں کو زیادہ تقویت نہ ملے۔ اور اس مقاطع کا نتیجہ ان کی تباہی ہوگی۔ کیونکہ مخالف جماعت بھی ایسے لوگوں سے خوش اور مطمئن نہیں رہ سکتی۔ اس لئے فرمایا۔

اور

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ج	ان سے کہا گیا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز اور زکواۃ یعنی بیت المال قائم کر لو +

پس ظاہر ہے کہ عدم تعاون نان کو آپریشن اور عدم تشدد یا نان وائلینس کی تعلیم پہلے قرآن ہی نے پیش کی - اور مسلمانوں کی مظلوم جماعت کا اختیار کردہ طریق عمل ہے +

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ الخ-	اے نبی - کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد کرو +

اس آیت میں دو جماعتوں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا گیا - اگر جہاد سے صرف قتال یا جہاد بالسیف ہی مراد ہوتا تو جس طرح کفار کے مقابلہ میں آخر کار تلوار اٹھائی گئی تھی - منافقین کا مقابلہ بھی تلوار ہی سے کیا جاتا - کیونکہ دو جماعتوں کے لئے حکم مشترک دیا گیا تھا - مگر ایسا نہیں ہوا - پھر کیا کہو گے - کہ اللہ کے نبیؐ نے حکم کی تعمیل پورے طور پر نہیں کی؟ نہیں - کی - اور پورے طور پر کی -

حقیقت یہ ہے - کہ جہاں یہ حکم دیا گیا تھا - وہاں یہ ارشاد بھی موجود ہے

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ٥	اور تم بھی ان سے اللہ کے راستہ میں لڑو - جو تمہارے ساتھ لڑتے ہیں - اور حد مت بڑھو اللہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا +

وہاں جنگ کا انتہائی مقصد بھی واضح کر دیا +

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسَاجِدُ الخ	اگر مسلمانوں کو ان ظالموں کے مقابلہ کے لئے کھڑا نہ کیا جاتا تو یہ لوگ تمام مذاہب کے عبادت خانوں تک

کو تباہ کر دیتے۔ جس سے ثابت ہوا کہ اسلامی جنگ کا مقصد جنگ کا خاتمہ کر دینا اور مذہبی آزادی کا قیام ہے +

فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا تُکَلَّفُ اور

اِلَّا نَفْسَکَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّکُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا	پس اللہ کی راہ میں لڑائی کرو۔ تو اپنی ہی ذات کا ذمہ وار ہے۔ اور ایمانداروں کو ترغیب دے قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار کی جنگ کو ہی روک دے۔

اور

وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ فَاِنِ انْتَھَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ	ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ و فساد کی آگ فرو ہو جائے۔ اور دین سب کا سب اللہ کا ہو جائے۔ اور اگر وہ باز آ جائیں تو اللہ جانتا اور دیکھتا ہے +

پس ظاہر ہے کہ قرآنی قتال کا اصل مقصد فتنہ کو فرو کر دینا ہے

يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا

سے نہیں لڑتے جو دعائیں مانگ رہے ہیں۔کہ اے مالک ہمارے ہم کو ایسی بستی سے نکال۔جہاں کے لوگ ظالم ہیں۔اور ہماری حمایت کیلئے کسی کو بھیج۔اور ہماری مدد پر کسی کو کھڑا کر +

ان آیات سے واضح ہے۔کہ مسلمان ہر قسم کے جور و ستم برداشت کرنے اور کُفُّوا اَیْدِیَکُمْ کی تعمیل میں ہاتھ روکے رکھنے کے یہاں تک عادی ہو چکے تھے۔کہ باوجود ان تمام خوفناک مصائب کے بھی وہ اپنے طور پر لڑنے کے لئے ہرگز آمادہ نہ تھے۔مگر یہ امر بھی بالکل خلاف فطرت تھا۔کہ ایسے حالات میں بھی جب کہ دشمن مسلمانوں کا نام و نشان تک مٹا دینے کی غرض سے برسر پیکار رہتے ۔مسلمانوں کو دفاع و تحفظ کی اجازت نہ ملتی اور دشمنوں کی خونی تلوار سے بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح ہو جاتے ۔اور توحید کے پرستاروں سے خدا کی زمین بالکل خالی ہو جاتی۔پس اس وقت غیرت حق کا جوش میں آنا اور مسلمانوں کو مدافعانہ جنگ کے لئے تیار کرنا اور اپنی جان و مال کے تحفظ اور مظلومین کی امداد پر کھڑا کرنا ایسا ہی ضروری تھا۔جیسے رات کی تاریکی کے بعد آفتاب کا طلوع +

مقصد جنگ

قیام امن جہاں قرآن حکیم نے مسلمانوں کو دفاع کی اجازت دی۔

اور

فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ۝

اگر وہ فساد یا کفر سے باز آ جائیں تو اس صورت میں بھی ان پر کسی قسم کی زیادتی نہیں۔ ہاں جو لوگ ظلم سے باز نہ آئیں۔ اُن سے لڑو +

مگر ہر حالت میں اس بات کا لحاظ رکھو کہ لڑائی میں تم سے کسی قسم کی زیادتی نہ ہو جائے +

فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝

جو تم پر زیادتی کرے۔ تم بھی اسی طرح اس پر زیادتی کر لو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ ڈرنے والوں ہی کے ساتھ ہے

اور

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ع

اور اثناء جنگ میں جہاں کہیں ان سے مٹھ بھیڑ ہو۔ ان کو قتل کر دو۔ اور جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے تم بھی ان کو وہاں سے نکال باہر کرو۔ یہ اس لئے کہ فتنہ قتل سے بڑی چیز ہے +

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝

مسلمانو! ان لوگوں کے ساتھ احسان کرنے اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے اللہ تمہیں نہیں روکتا۔ جو تمہارے ساتھ دین کے بارے میں لڑائی نہیں کرتے۔ اور تمہیں گھروں سے نہیں نکالا۔ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنیوالوں کو ہی دوست رکھتا ہے۔

اور

فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝

جس صورت میں کہ وہ تم سے الگ ہو جائیں۔ اور تمہارے ساتھ لڑائی نہ کریں۔ اور صلح پر اُتر آئیں۔ تو اللہ نے تمہارے لئے ان پر زیادتی کرنے کی کوئی راہ نہیں رکھی۔

اور

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ط

اور اگر وہ صلح کے لئے ہاتھ بڑھائیں تو آپ بھی فوراً صلح کیلئے جھک جائیں۔ اور اللہ پر بھروسا کریں۔ اور اگر ان کا ارادہ دغا دینے کا ہو۔ تو بھی آپ کا محافظ اللہ ہے (آپ صلح کرلیں)

وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ

اور اگر تمہارے مسلمان بھائی (جنہوں نے ابھی ہجرت نہیں کی) تم سے دینی مدد طلب کریں تو ان کی مدد کرو۔ مگر اس قوم کے مقابلہ میں مدد نہ کرو۔ جن کے ساتھ تمہارا عہد وپیمان ہے +

اِس آیہ میں عہد کی پابندی پر اس قدر زور دیا گیا۔ کہ معاہد قوم کے مقابلہ میں اپنے بھائیوں کو بھی مدد دینے سے روک دیا۔

اور اس کی دلیل یہ فرمائی +

اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِيْرٌ

کہ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو خدا کی زمین فتنہ وفساد سے بھر جائیگی۔

بدعہدی کرنا مسلم کا کام نہیں ہے

وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ

اور اگر آپ کو کسی قوم سے دغابازی کا خوف ہو۔ تو ان کا عہد برابر ان کی طرف پھینک دو۔ کیونکہ اللہ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا +

تیاری

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ

اور جہاں تک بھی تمہاری طاقت ہے۔ ہر قسم کی قوت اور چھاؤنیوں وغیرہ کا پورا انتظام رکھو تاکہ اللہ کے دشمن اور تمہارے مخالف مرعوب رہیں +

معاہدہ کی پابندی

عہد زمانی

اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّ لَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ۝

مگر جن مشرکین سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے۔ اور پھر انہوں نے کسی طرح عہد شکنی نہیں کی۔ اور تمہارے مخالف تمہارے دشمن کو مدد نہیں دی۔ تو ان کا عہد زمانہ مقررہ تک پورا کرو۔ اور اللہ پرہیزگاروں یعنی عہد پورا کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے +

عہد بلا قید زمان

فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ۝

اور جب تک وہ عہد پر قائم رہیں تم بھی قائم رہو۔ اور اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے +

ویدک دھرم اور قتال

ضروری ہے کہ ہندو دھرم کے مطابق راجہ کے فرائض وخصائل اور اسباب وقوانین جنگ کا مختصر ساخاکہ بھی کھینچ دیا جائے تاکہ ناظرین مقابلہ کرکے دیکھ سکیں۔ کہ جہاں اسلام اپنے دشمنوں کے لئے سراپا رحمت ہے۔ عین اثنائے جنگ میں پناہ مانگنے والے کو پناہ دینا اور اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی تاکید کرتا ہے۔ وہاں ویدک دھرم میں دشمن کے لئے خدا کی زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہیں۔ جہاں وہ اپنی جان بچا سکے۔ اس کا دشمن ہونا ہی اس امر کے لئے کافی ہے۔ کہ اس کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ اور اس کا سب سے بڑا دشمن وہی ہے جو اس کے مخالف عقیدہ رکھتا ہے۔ چنانچہ

مذہبی تشدّد

۱۔ اے راج سبھا کے پالن کرنے والے لوگو! جیسے تم دُکھ کا ناش کرنے والے ہو۔ ویسے ہی میں بھی تمہاری پیروی کرتا ہوں۔ جنگ میں مغروروں کو نیچا دکھاؤں۔ جیسے آپ راکشسوں اور بُزدل کو قتل کرنے والے ہیں۔ ویسے ہی میں بھی دشمنوں کی قوم کی طاقت کا پتہ لگا کر یگیہ سمبندھی سکھوں میں تمہاری پیروی کرتا ہُوا بد ذاتوں کو دور کروں۔ جیسے تم اپنی فوجی طاقت کا اندازہ لگانے والے۔ دشمن کو ہلاک کرنے والے ہو۔ ویسے ہی میں بھی ہو جاؤں

اسیران جنگ

وَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ

اور جب کبھی تمہاری کفار سے مٹھ بھیڑ ہو جائے۔ تو گردنوں کا مارنا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم ان کو زیر کر لو تو قید کر لو۔ اور اس کے بعد یا تو جزیہ لیکر آزاد کر دو۔ یا احسان کر کے رہا کر دو۔ یہاں تک کہ جنگ کا خاتمہ ہو جائے ۔

اس کے علاوہ بکثرت ایسے احکام موجود ہیں۔ جن کا بیان کرنا طوالت پیدا کریگا۔ اجمالی طور پر اسلامی جنگ کا نقشہ اور اس کے متعلق ضروری احکام بیان کر دیئے گئے ہیں ۔

کو سکھ دیں۔ اے سخت سزا دینے والے راجہ۔ آپ دھرم کے مخالفوں کو جلا کر خاک کر دیں۔ اور ہمارے دشمن کے مددگار کو الٹا لٹکا کر سوکھی لکڑی کی طرح جلا کر راکھ کر دیں۔ یجر ۱۲/۳۴

راجہ یا میر مجلس کے اوصاف و خصائل

۱۔ دل کی باتوں کو جاننے والا ہو۔ بدچلن لوگوں کو خاک کر دینے میں آگ جیسا ہو۔ ستیارتھ بحوالہ منو ۶/۷

۲۔ جس کو سخت نگاہ سے دیکھنے کے لئے روئے زمین پر کسی کی بھی مجال نہ ہو۔ ستیارتھ بحوالہ منو ۶/۷

کیا ان اوصاف کا کوئی آدمی پیدا ہو سکتا ہے؟ جب سے تاریخی واقعات کا پتہ چلتا ہے۔ ویدک دھرم کی یہ شرائط کبھی بھی پوری نہیں ہوئیں۔ اور آئندہ بھی ناممکن الحصول ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ویدک دھرم کی تعلیم بالکل خلاف فطرت ہے۔

۳۔ اے انسانو۔ جو شخص انسانوں میں سے ہے۔ زیادہ شان و شوکت والا ہو۔ جو دشمن کو جیت سکے۔ پریزیڈنٹ (اعلیٰ افسر سبھا) ہونے کی قابلیت رکھتا ہو۔ جو بادشاہوں میں سب پر حاوی اور غالب ہو۔ وغیرہ۔ میر مجلس (راجہ) بنانا چاہئے۔ ستیارتھ بحوالہ اتھروید (۶-۱۰-۹۸-۱)

معنی صاف ہیں کہ جو شخص پہلے تمام (لفظ تمام ملاحظہ ہو) بادشاہوں

اور جیسے آپ راکشسوں کو قتل کرنے والے ہیں۔ ویسے ہی میں بھی ہو جاؤں۔ یجر ۵/۲۲

۲۔ اے راجا۔ جیسے آپ دشٹوں کو رُلانے والے ہیں۔ ویسے ہی میں بھی ہو جاؤں۔ یجر ۱/۲۸

۳۔ اے راجہ۔ جس طرح آپ میدان جنگ میں دشمن کی تمام فوجوں کو پسپا کرتے ہیں۔ دشٹوں کو مار کر سُکھ دینے والے ہیں۔ اسی طرح سدا ہی آپ ان کو مارتے رہیں۔ یجر ۳۳/۱۶

۴۔ اے راکشس سبھا والے۔ تو نکل جا۔ بلکہ میں ایسے راکشس سبھا والوں کو پیٹتا ہوں۔ تاکہ وہ پھر سامنے نہ ہوں۔ اور میں ایسے دشٹ کو ناقابل سزا سمجھتا ہوں۔ یجر ۶/۱۱

واضح رہے کہ راکشس اور دشٹ سے ہر وہ شخص مراد ہے۔ جو ہندو مت کا پیرو نہیں۔ اور ایسے شخص کے لئے زمین و آسمان میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ اس کو اس قدر ناپاک سمجھا گیا ہے۔ کہ ایک دھرمی ہندو کے لئے اس پر نگاہ ڈالنا بھی مہاپاپ ہے۔

۵۔ جیسے میں بُروں کی گردن کاٹتا ہوں۔ ویسے تو بھی ہو جا۔ یجر ۵/۲۲

۶۔ اے راجن۔ جیسے میں بُرے جیوں کے گلے کاٹتا ہوں۔ ویسے تو بھی کاٹ۔ اور اسی طرح مجھ سے نفرت کرنے والوں کو دور کر۔ اور جو میرے صریحاً مخالف ہیں۔ ان کو الگ کر۔ یجر ۶/۱

۷۔ اے راجہ۔ آپ اپنے راج میں با اقبال ہوں۔ آپ اپنے ہم مذہبوں

۵۔ اے راجہ۔ جس پرم اتم دشمنوں کو ہلاک کرنے والے کام کے لئے۔ آپ یدھ (قتال) وغیرہ کاموں میں باز وغیرہ جانور کی مانند لپیٹ جھپٹ مارنے والے ہیں۔ ہم قبول کرتے ہیں۔ یجر ۲۲/۶

۶۔ اے آگ کی مانند دشمنوں کو جلا دینے والے سپہ سالار۔ جو ہمارا یا آپ کا دشمن ہے۔ خواہ دور ہے۔ خواہ نزدیک اس کو بہت ہی جلد گرفتار کرکے سزا دیں۔ تاکہ وہ ہمیں کسی قسم کی سزا نہ دے سکے۔

۷۔ اے راجہ۔ گیان ودیا والے۔ ایذا سے دور رہنے والے۔ بہادروں کی فوج سے دشمنوں کو خوب ذلیل کر۔ یجر ۳۳/۱۰

۸۔ اے انسانو جس طرح سورج بادلوں کو مارتا ہے۔ اسی طرح جو سپہ سالار مختلف ہتھیاروں سے دشمنوں کو مار کر تم کو شکھ۔ جاہ و جلال دیتا ہے اس کا ستکار کرو۔ یجر ۳۳/۹۹

مقصد جنگ

خونریزی

۱۔ اے سورج کے مانند رعایا کی رکھشا کرنے والے اور وگیان کے بڑھانے والے جس طرح سورج بادلوں کو دور کرتا ہے۔ اسی طرح تو میدان کارزار میں دشمنوں کا ستیاناس کر۔ یجر ۲۷/۷

۲۔ جسطرح کھیتی کرنے والا غلہ کی حفاظت کرتا ہے اور گھاس وغیرہ نکالکر پھینک دیتا ہے۔ اسی طرح راجہ حفاظت راج کی کرے۔ اور

پر غلبہ حاصل کرلے۔ تو اس وقت وہ میر مجلس یا راجہ منتخب ہو سکتا ہے۔
۴۔ اگنی کے سامنے جو جاتا ہے۔ وہ اسی کو جلاتی ہے۔ مگر راج روپ اگنی تمام خاندان کو معہ اسباب و چارپایوں کے جلادیتی ہے۔ منو ۷/۱۰

ترغیب قتال

۱۔ اے جنگجو بہادر۔ میدان جنگ میں تیرا من و دیا کے بل سے اور میرے پران ایکساتھ ہوں۔ تو دشمنوں کے مارنے والا ہے۔ میدان جنگ میں پیدا شدہ غضب کی آگ تجھے اچھی طرح بچاوے۔ یجر ۷/۱۸
۲۔ اے سنیاپتی (سپہ سالار) تو تمام بہادروں کی فوج کو چاروں طرف سے گھیرنے کے لئے شمال۔ جنوب۔ مشرق۔ مغرب میں تقسیم کر دے اور جس طرف دشمن ہے۔ اس پر حملہ کر کے اس پر فتح حاصل کر۔ یجر ۷/۱۹
۳۔ اے غنیم کی فوج کو شکست دینے والے اور علوم جنگ میں ماہر سپہ سالار۔ آپ میدان جنگ میں سب دشمنوں کو ترسکار کرتے ہوئے پرکاشٹ ہو جئے۔ اور اپنی حشمت سے بہادروں کو جوش دلاتے ہوئے میدان جنگ میں قائم کیجئے۔ اور پرکاشٹ ہو جئے۔ یجر ۷/۲۰
۴۔ اے سبھاپتی۔ جو ہم لوگوں سے دشمنی رکھتا ہے یا جس سے ہم دشمنی رکھتے ہیں۔ اس کے لئے جل اور اناج وغیرہ سب کے سب دکھ دینے والے دشمن کی مانند ہوں۔ یجر ۷/۲۲
مگر یہ الہامی بد دعا کبھی بھی منظور نہ ہوئی۔ مصنف کے کمال تعصب و غصہ کا پتہ چلتا ہے۔

میں کشتی و ہاتھی سے جنگ کرے۔ اور درخت و جھاڑی والی زمین میں تیر و کمان سے اور صاف زمین میں تلوار سے جنگ کرے۔ منو ش ۱۹۳

۴۔ بے خوف دشمن کو باخوف کرے۔ اور برچھی لیکر رات کو دھکا نامی باجہ کی آواز سے زیادہ تکلیف دے۔ منو ش ۱۹۶

بعض اسباب مہمہ محرک جنگ

۱۔ جو راجہ لوگ میدان جنگ میں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی غرض سے بیخوف پیٹھ نہ دکھا کر اپنی تمام طاقت سے جنگ کرتے ہیں۔ وہ راحت کو پاتے ہیں۔ اس لئے کبھی ہٹنا نہیں چاہئے۔ یعنی محض طاقت آزمائی کے لئے ہزاروں۔ لاکھوں جانوں کا خون کر دینا نہ صرف موجب ثواب بلکہ عین دھرم ہے۔ ستیارتھ بحوالہ منو ش ۸۹

۲۔ جن کی پناہ لے۔ اگر اس کے کاموں میں نقص دیکھے۔ تو اس کے ساتھ بھی بلا اندیشہ جنگ ہی کرے۔ ستیارتھ بحوالہ منو ش ۱۷۶

۳۔ دشمن قلعہ میں رہے یا باہر رہے۔ اور جنگ بھی نہ کرتا ہو۔ لیکن اس کو گھیرے رکھے۔ اور اس کے راج کو تکلیف دے۔ اور گھاس۔ لکڑی پانی میں ناکارہ چیزیں ڈال کر خراب کر دے۔ منو ش ۱۹۶

فن حرب

۱۔ جیسے بگلا تصویر باندھے مچھلی کی تاک میں لگا رہتا ہے۔ ویسے ضروریات کی فراہمی کے لئے راجہ غور کیا کرے۔ دولت وغیرہ چیزوں کو اور طاقت بڑھا کر دشمن کو فتح کرنے کے لئے شیر کی مانند طاقت کو

دشمنوں کو نیست و نابود کر دے۔ منو $\frac{4}{11}$

۴۔ ایسے شخص کو حاکم اعلیٰ تسلیم کر کے روئے زمین سے دشمنوں کو خالی کر دو۔ ستیارتھ بحوالہ یجر $\frac{9}{4}$

اوقات جنگ

۱۔ راجہ جب اپنے پرکرت کو بلوان دیکھے۔ اور اپنے آپ کو نہایت اونچا دیکھے تب بگاڑ کرے۔ ستیارتھ بحوالہ منو $\frac{7}{171}$

۲۔ موقع شناسی کر کے خاموش رہے۔ جب اپنا اقبال ترقی پر ہو تب حملہ کرے۔ ستیارتھ بحوالہ منو $\frac{7}{5}$

۳۔ ایسے موقع پر بھی جب فتح حاصل کرنے کا یقین ہو۔ تب بگاڑ کر کے جاوے۔ اور دشمن کے اوپر جب دکھ دیکھے۔ تب جاوے۔ منو $\frac{7}{184}$

احکام متذکرہ صدر سے واضح ہے۔ کہ دھرمی راجہ کا فرض قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ اس دشمن کی کمزوری اور اپنی طاقت سے فائدہ اٹھائے۔ جو لڑائی پر ہرگز آمادہ نہیں ہے۔ اور خواہ مخواہ فساد کی صورت پیدا کر کے اس پر حملہ آور ہو۔

آلات حرب

۱۔ اے حاکم لوگو۔ تمہارے آتشین ہتھیار وغیرہ از قسم استرہ۔ توپ۔ تفنگ تیر۔ تلوار مخالفوں کے لئے اور ان کو مغلوب کرنے کے لئے قابل تعریف ہوں۔ ستیارتھ۔ بحوالہ رگ وید۔ منڈل ۱۔ اشوک ۲۹۔ منتر ۲۔

۲۔ راجہ زمین پر رتھ اور گھوڑوں کے وسیلے سے جنگ کرے۔ اور زمین پر

۱۔ ان احکام سے واضح ہے۔ کہ غیر مذہب والوں کیلئے ہندو دہرم میں
زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہیں۔ کہ وہ اپنے مذہب پر رہ کر زندہ رہ سکیں *
ان کیلئے دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو ان کو ملک سے بلکہ اگر اختیار ہو تو
زمین و آسمان کی حدود سے جلاوطن کر دینے کا حکم ہے۔ یا ان کو قتل
کر کے خدا کی زمین دشمنوں اور راکشسوں سے پاک کی جائے جس کے
معنی دوسرے الفاظ میں یہ ہیں۔ کہ ویدک دھرم میں غیر مذاہب کو اگر کسی
آزادی کا استحقاق ہے۔ تو یہی کہ وہ تلوار کی گھاٹ اتار دیئے جائیں *

۲۔ دشمن فساد کرے یا نہ۔ خواہ وہ لڑائی پر آمادہ ہو یا نہ۔ مگر دھرم پر
چلنے والے راجہ کا فرض ہے۔ کہ وہ اس کو ہر طرح سے تنگ کرے۔
بلکہ جب اس کو تکلیف میں دیکھے تو خود بگاڑ و فساد کی ابتدا کر کے
اس پر حملہ کرنے کا بہانہ پیدا کر لے *

۳۔ راجہ کو مکاری۔ فریب و بزدلی کی تعلیم دی ہے *

۴۔ مال غنیمت میں عورتوں کو بھی دوسرے مال و متاع کی طرح تقسیم
کرنے کا حکم دیا گیا۔

۵۔ راجہ کسی سے صلح نہیں کر سکتا۔ جب تک اس کو کوئی لالچ نہ دیا جائے وغیرہ *

اب کوئی آریہ سے پوچھو کہ نادانو کیا تمہیں شرم نہیں آتی۔ کہ تم
اسلام کے پاک اصولوں پر اعتراض کرتے ہو؟ ذرا اپنے گریبان میں
منہ ڈال کر دیکھو۔ کہ تمہاری تعلیم کیا ہے۔ اور تم نے دنیا میں کیا کیا
ظلم کئے۔ ذرا بتاؤ تو سہی کہ تمہارا کیا حق تھا۔ کہ تم وسط ایشیا سے

کام میں لائے ۔ اور چیتے کی مانند چھپ کر پکڑے ۔ نزدیک آئے ہوئے دشمن سے خرگوش کی مانند دور بھاگ جائے ستیارتھ بحوالہ منو ۱۰۵

مال غنیمت

۱ ۔ اس آئین کو کوئی نہ توڑے ۔ کہ لڑائی میں جس ملازم یا افسر نے گاڑی ۔ گھوڑا ۔ ہاتھی چھتر ۔ دولت ۔ رسد ۔ گائے وغیرہ جانور نیز عورتیں اور سب قسم کا مال و متاع اور گھی و تیل وغیرہ کے کپے فتح کئے ہوں وہی رکھ لیں سولھواں حصہ راجہ کو دیں ۔ ستیارتھ بحوالہ منو ۹۶

شرائط صلح

۱ ۔ اگر کوئی راجہ دوستی کرے ۔ تو جاترا کا پھل یعنی ۔ دولت زمین وغیرہ کا ملنا دیکھ کر اس کے ساتھ ملاپ کرے ۔ منو ۲۰۸

۲ ۔ اور جن سے آئندہ فساد ہونا ممکن ہو ۔ ان کو ہمیشہ قید میں رکھے ستیارتھ بحوالہ منو ۹۱ تا ۹۳

لفظ ممکن دیکھئے ۔

یہ ہیں ۔ مشتے نمونہ از خروارے ۔ وہ احکام جن کو نظر انداز کرنے یا اخفا میں رکھنے کیلئے آریوں نے اسلامی جہاد پر اعتراض کرنیکا شیوہ بنا رکھا ہے ایسے بیشمار احکام ہیں ۔ جو محض فساد و خونریزی اور غارت گری کی تعلیم ہے اب جہاد اسلامی اور قتال وید کا مقابلہ ہم اپنے ناظرین پر چھوڑتے ہیں ۔ مگر چند امور کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے ٭

تھے۔ وہ تو محض جنگجو قوم تھی۔ اور بدھ مت کو تلوار کے زور سے یا قتل کیا یا ملک سے نکال دیا +

پس اے رحم و درگذر کے ملاحو۔ تمہارے چہرے تو نرم ہیں مگر دل پتھر سے بھی زیادہ سخت رکھتے ہو۔ تمہارے ہاتھ نرم ہیں۔ مگر ناخن ظلم بہت تیز ہیں۔ اور یہ تمہارا قصور نہیں۔ ویدک دھرم کی تعلیم ہی یہ ہے پس اگر سچائی چاہتے ہو تو آؤ۔ غور کرو۔ اگر کوشش کرو گے۔ تو اللہ تعالےٰ سیدھا راستہ دکھا دیگا +

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیت کے قواعد جنگ و قتال بھی نمونہ کے طور پر پیش کر دیئے جائیں +

عیسائیت اور قتال

پیدائش $\frac{۴۸}{۲۱ و ۲۲}$ اسرائیل نے یوسف سے کہا کہ میں مرتا ہوں خدا تمہارے ساتھ ہوگا..... اور اس کے سوائے میں نے تجھے تیرے بھائیوں کی نسبت ایک حصہ جو میں نے اموریوں کے ہاتھ سے اپنی تلوار و کمان سے نکالا۔ زیادہ دیا۔ پیدائش $\frac{۳۴}{۲۵}$ یعقوب کے دو بیٹوں نے بہن کے انتقام میں تمام مردوں کو قتل کیا شہر کو تباہ کر دیا۔ مال و مویشی سب لوٹ لئے۔ جورو اور بچوں کو بھی لے گئے +

گنتی $\frac{۳۱}{۱ لغایت ۱۸}$ موسےٰ علیہ السلام نے بحکم خدا مدیان پر فوج بھیجی تمام مردوں کو قتل کیا گیا سات کے بچوں اور عورتوں کو اسیر کر لیا۔ مال و مویشی لوٹ لئے۔ شہروں اور قلعوں کو آگ لگا دی۔ سپاہی لشکر پر موسےٰ ناراض ہوئے کہ ان عورتوں کو کیوں زندہ رکھا جتنے لڑکے ہیں سب کو تہ تیغ کر دو۔ اور ان تمام عورتوں کو بھی قتل کر دو جو مرد کی صحبت سے آشنا ہیں۔ مگر کنواریوں کو اپنے لئے رکھ لو +

نکلکر ہند پر حملہ آور ہوئے؟ کیا تم پر ہند کے قدیم باشندوں نے کوئی شبخون
مارا تھا۔ یا ان کی طرف سے تمہیں لڑائی کے لئے چیلنج دیا گیا تھا؟ اگر یہ
نہیں تو پھر بتاؤ کہ تم گائے بھیڑ چرلتے یہاں نکل آئے۔ تم نے دیکھا کہ
ہندوستان کا میدان زرخیز ہے۔ تم نے ہمیشہ کے لئے یہاں ڈیرے
ڈالدیئے۔ مگر اصل باشندوں کے ساتھ لڑائی کیوں کی؟ ان کو تہ تیغ
کرکے ان کا نام و نشان مٹا دیا۔ اور جو کچھ پہاڑوں کے غاروں میں
چھپ کر بچ گئے۔ ان کو غلام بنا لیا۔ انہوں نے کیا جرم کیا تھا؟ اور
گوشت نہ کھانے والو۔ جانوروں پر ترس کھانیوالو۔ ذرا غور کرو کہ تم اتفاقاً
بحیثیت مہمان یہاں آئے۔ اور گھر کے مالک نے بوجہ شرافت اور اپنی
سادہ زندگی کے تمہارا داخلہ نہ روکا۔ کیا یہ ان کا تم پر احسان نہیں تھا؟ مگر
تم نے اس احسان کے صلہ میں ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ مہمان ہو تو
ایسا ہی ہو۔ کہ میزبان کو دولتمند دیکھ کر ایسا احسان فراموش ہوجائے
کہ اس کے تمام گھر پر قابض ہوجائے۔ اور میزبان کو گھر سے نکال باہر کرے

پھر بتاؤ کہ تم نے بدھ مت کے پیروؤں کو جو ایک چھوٹی سے چھوٹی
جان کو بھی ضائع نہیں کرتے تھے۔ کس میدان میں شکست دی؟ دلائل
و براہن سے ان کا مقابلہ کیا یا روحانیت کے میدان میں ان کو جیتا؟
نہیں نہیں تم نے اس بیکس اور بے آزار قوم کو پاؤں کے نیچے روندا۔
تمہارے آتشی مزاج راجپوت جو اگنی کنڈ سے صرف بدھ مت کے نکالنے
کے لئے پیدا ہوئے تھے۔ ان کو دلائل و صداقت سے زیر نہیں کرسکے

واقعات پر سرسری نظر

آریوں نے ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ کہ افترا بہتان اور جھوٹ کے پردے میں حق و صداقت کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھیں۔ اور ایسا کرنے میں وہ معذور و مجبور ہیں کیونکہ ہادئی اسلام علیہ السلام اور اس کے متبعین کے حالات اپنی اصلی روشنی میں دنیا کے سامنے آجائیں اور ویدک دھرم کی خامیوں اور کمزوریوں سے بھی پردہ اُٹھ جائے۔ تو ممکن نہیں کہ وہ تمام لوگ جو حق و صداقت کے تسلیم کرنے کیلئے ہر وقت تیار ہیں۔ ویدک دھرم سے بیزار ہوکر اسلام کے گرویدہ نہ ہو جائیں۔ آفتاب کی روشنی کو بادلوں کی سیاہی لاکھ چُھپائے مگر کب تک۔ آخر بادل منتشر ہو کر پھٹ جاتے ہیں۔ اور آفتاب اپنی تمام قوت کے ساتھ مخلوقات عالم کو درخشاں و منور کر دیتا ہے۔ یہ اللہ کی رحمت ہے۔ کہ آریوں نے اشدھی کی تحریک شروع کی جس نے ویدک دھرم کے خلاف فطرت اور غیر مہذب تعلیم سے پردہ اٹھا دیا۔ اور اسلام کی شعاعوں نے ان دلوں کو صداقت کی روشنی سے منور کر دیا جو آج سے پہلے محض غفلت اور ناواقفیت کی بناء پر ہندومت کے پیرو کہلاتے تھے۔ ویدک دھرم کی کتابوں سے قوانین حرب وغیرہ کے متعلق احکام بیان ہو چکے ہیں۔ اور اسلامی جہاد اور اس کے متعلق قرآنی احکام کا نقشہ بھی ناظرین کے نگاہ سے گزر چکا ہے۔ اب یہاں صرف بعض تاریخی واقعات پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔ جو اس امر کے زبردست

گنتی ۳۳ باب ۵۰ تا ۵۴ موسےٰ علیہ السلام کو حکم ہؤا۔ کہ بنی اسرائیل کو کہدے کہ جب تم کنعان میں داخل ہو تو ان کی تمام عورتیں فنا کردو۔ وہاں کے باشندوں کو نکال کر خود رہائش کرو۔

گنتی ۳۵ باب ۹ تا ۱۵ موسےٰ کو خدا نے کہا کہ بنی اسرائیل کو کہدے کہ کنعان میں بہت سے شہر اپنی پناہ کے لئے مقرر کریں۔ تاکہ وہ خونی جو سہواً قتل کرے بھاگ کر وہاں پناہ لے سکے۔ الخ

استثنا ۳ باب ۳ تا ۸ بسن کے بادشاہ عوج کو بھی معہ ساری قوم کے ہمارے ماتحت کردیا۔ اور ہم نے ان کو یہاں تک مارا کہ ان میں سے کوئی بھی نہ بچا۔ اور تمام عورتوں بچوں کو تہ تیغ کیا گیا۔ الخ

استثنا ۲ باب ۳۲ تا ۳۴ حسبون کے بادشاہ نے مقابلہ کیا۔ اور اس کی ساری قوم کو ہلاک کردیا گیا۔ عورتوں بچوں میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑا۔

استثنا ۲۰ باب ۱۰ تا ۱۴ پہلے صلح کے لئے کہو تاکہ وہ تیری باج گذار بن جائیں بصورت انکار ان میں سے کسی متنفس کو جیتا نہ چھوڑ۔ عورتوں کو اپنے لئے رکھو۔

استثنا ۷ باب ۲ تا ۵ اور جب وہ تیرے قابو میں ہوں۔ تو ان کو خوب مار دینا ان پر رحم نہ کرنا نہ کوئی عہد کرنا۔ بت۔ باغ وغیرہ تباہ کردو۔ اور سب کچھ لوٹ لو۔ وغیرہ یشوع ۶ باب ۲۱ تعلیم جہاد بالسیف ہے

یشوع ۶ باب ۲۱ تمام مرد۔ عورتیں۔ بچے۔ مال مویشی کو قتل کیا گیا۔

یشوع ۸ باب ۲۴ تا ۲۸ یشوع نے خود قتل کیا۔ اور ۱۲ ہزار مرد عورتوں کو تیغ کر کے بہالا ہاتھ سے چھوڑا (عی کے تمام لوگ) اور عی کو جلا کر خاک کر دیا۔

ایک روز اللہ کے نبی نے کوہ صفا پر چڑھ کر لوگوں کو پکارنا شروع کیا۔ جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ بتلاؤ تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا، سب نے ایک آواز سے کہا ہم نے کوئی بات غلط یا بیہودہ تیرے منہ سے کبھی نہیں سنی ہمیں یقین ہے کہ تو صادق اور امین ہے ؟

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ آپ کی صداقت و امانت تمام عرب میں مسلمہ تھی۔ اور آپ کے تقدس پاکبازی اور تقوے میں کسی کو بھی اختلاف نہ تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپ کو مجنون۔ کاہن۔ شاعر وغیرہ ہونے کا الزام دیتے تھے۔ مگر کبھی کسی مخالف نے آپ کو جھوٹ۔ دغا بازی اور اور اخلاقی کمزوریوں سے مطعون نہیں کیا نہ کر سکے۔ اور یہ سب کچھ بھی صرف اس لئے تھا کہ وہ اپنے آبائی مذہب کے مقابلہ میں کسی دوسرے مذہب کو اختیار کرنا گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ مگر انہیں سے جو لوگ اخلاقی جرأت رکھتے تھے۔ وہ اسلام کی تعلیم کو سن کر اپنے قدیم رسم و رواج کو فوراً خیر باد کہ کر چشمہ رحمت و ابر کرم اپنی پیاس بجھانے کیلئے حلقہ بگوشوں کی فہرست میں شامل ہو جاتے تھے۔

جب قریش نے دیکھا کہ تابعداران پیغمبر علیہ السلام کی تعداد میں روز افزوں ترقی ہے اور جماعت تقویت پکڑتی جاتی ہے۔ تو آپ کو اور آپ کے متبعین کو قسم قسم تکلیفیں پہنچانا شروع کیں۔ بسا اوقات اللہ کے نبیؐ کے راستے میں کانٹے بچھا دئے جاتے تاکہ رات کی تاریکی میں آپ کے پاؤں مبارک زخمی ہوں۔ گھر کے دروازے پر غلیظ چیزیں پھینکی جاتیں

شہادت ہے۔ کہ ہادی اسلام علیہ السلام اور آپ کے متبعین نے قرآنی احکام جہاد کی پیروی اور تعمیل میں کسی وقت میں کسی بڑی مصیبت میں بھی کوتاہی نہیں کی۔

ہادی اسلام علیہ السلام نے جب اعلائے کلمۃ اللہ شروع کیا اور توحید و دعوت حق کی منادی کا آغاز کیا تو تمام قبائل عرب آپ کے دشمن بن گئے۔ آپ کا جرم یہ تھا کہ آپ بت پرستی کی مذمت کرتے اور خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیتے تھے۔ کفار کئی پشتوں سے بت پرستی کرتے چلے آتے تھے۔ اور اسی کو قرب و رضاء الٰہی کا وسیلہ یقین کرتے تھے۔ (ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ) اس لئے وہ نہ سمجھ سکے کہ بت پرستی انسان کا مذہب نہیں ہو سکتا۔ اللہ کے نبی کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ اور اشاعت حق میں رکاوٹیں شروع کر دیں۔ مگر اللہ کا نبی برابر تبلیغ کرتا رہا انہیں میں سے بعض اللہ کے بندے ایسے بھی تھے جو چند روز کے اندر ہی ایمان لے آئے۔ حضرت خدیجہ (بیوی) حضرت ابوبکر (دوست) حضرت علی (بھائی دس سالہ) زید بن حارثہ (مولےٰ) پہلے ہی روز ایمان لے آئے۔ ان اشخاص کا ایمان لے آنا جو حضور علیہ السلام کی چالیس سالہ ذرا ذرا سی حرکات و سکنات تک سے پورے طور پر واقف تھے آپ کی اعلےٰ صداقت اور راستبازی کی زبردست دلیل ہے ان کا ایمان لانا تھا۔ کہ اللہ کی جماعت میں روز بروز اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔

ہمت اور استقلال میں بھی ترقی ہوتی جاتی تھی۔ چنانچہ آپ کے اس استقلال۔ جرأت اور ہمت کو دیکھ کر اور یہ دیکھ کر کہ آپ کا قبیلہ گو ابھی مسلمان نہیں ہُوا پھر بھی نبی کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ اُن سے کلی مقاطعہ کر دیا۔ اور معاہدہ لکھ کر کعبہ پر لٹکا دیا۔ نبی صلعم اور آپ کا قبیلہ مجبور ہو کر ایک پہاڑ کی گھاٹی میں محصور ہو گئے۔ قریش نے اشیاءِ خور و نوش کا جانا بھی بند کر دیا۔ بچے بھوک و پیاس کے مارے یہاں تک چلاتے اور روتے کہ ان کے درد بھرے آواز گھاٹی سے باہر سنائی دیتی۔ مگر اسلام کی مخالفت نے بے رحم قریش کے دل میں معصوم بچوں کیلئے بھی رحم کی گنجائش باقی نہیں رکھی تھی تین سال برابر اللہ کے نبی اور آپ کے قبیلے نے اس مصیبت میں بسر کئے۔ جب معاہدہ کے کاغذ کو دیمک نے کھا لیا۔ تو کفار نے پہرے اٹھا لئے۔ اور پھر باہر نکل کر وعظ فرمانا شروع کیا۔

ایک مرتبہ آپ مکہ سے طائف پہنچے۔ زید بن حارثہ بھی اس سفر میں ہمرکاب تھے۔ طائف میں بنو ثقیف کے لوگ آباد تھے۔ آپ پہلے سرداران قبیلہ سے ملے۔ مگر انہوں نے آپ کے وعظ و نصیحت کی طرف بالکل توجہ نہ کی۔ بلکہ الٹی سیدھی باتیں کہنا شروع کر دیں۔ مگر حضور نے ایک جگہ کھڑے ہو کر وعظ کہنا شروع کر دیا۔ ان سرداروں نے اپنے غلاموں اور شہر کے لڑکوں کو سکھایا۔ اثناءِ وعظ میں ان لوگوں نے حضور علیہ السلام پر اتنے پتھر برسائے کہ آپ لہو میں تر ہو گئے

مگر آپ ان کی ذرا بھی پروانہ کرتے اور اپنا کام انتہائی محنت سے کئے جاتے۔
ایک روز آنحضرت صلعم خانۂ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ عقبہ آیا اور چادر کو لپیٹ دیکر رسّی جیسا بنایا۔ جب نبی صلعم سجدے میں تھے تو چادر آپ کی گردن میں ڈال کر ایسے پیچ دینے شروع کئے کہ گردن مبارک بہت بھینچ گئی۔ تاہم حضور ی اطمینان قلب سے سجدے میں پڑے رہے ابوبکر صدیق آ گئے۔ انہوں نے عقبہ کو دھکا دیکر ہٹایا۔
ایک دوسرے موقعہ پر بھی صلعم کعبہ کے اندر نماز میں مشغول تھے۔ ابو جہل نے کہا کہ فلاں مقام پر شہر میں ایک ذبح شدہ اونٹ کی اوجھری پڑی ہے۔ کوئی جائے اور اٹھا لائے۔ وہی عقبہ اٹھا اور اوجھری اٹھا لایا۔ جب خدا کا پیارا نبی سجدے میں گیا تو عفونت بھری اوجھری پشت مبارک پر رکھ دی۔ آپ سجدے میں پڑے رہے۔ اور کفار ہنسی کے مارے لوٹ پوٹ ہوئے جاتے تھے۔ آپ کی بیٹی فاطمۂ زہرا آ گئیں۔ اور باپ کی پشت سے اوجھری کو اٹھا پرے کر دیا۔
ایک مرتبہ کسی ناہنجار نے آپ کے سر مبارک پر کیچڑ پھینک دیا آپ اُسی طرح گھر میں داخل ہوئے فاطمۂ زہرا بیٹی اٹھی۔ سر دھلاتی جاتی تھی اور روتی جاتی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹی کیوں روتی ہو تیرے باپ کا نگہبان حافظ خود خدا ہے۔
جوں جوں کفار کی مخالفت اور ایذا رسانی بڑھتی جاتی تھی۔ آپ کے

کے چھینٹے دئے تو ذرا ہوش سنبھالا - اللہ اللہ - میری جان و مال حضور پر قربان - کیا حوصلہ تھا کہ باوجود انہی تکلیفوں اور مصیبتوں کے آپ کا دل خدا کی کبریائی اور محبت سے لبریز تھا - اور تکلیف و رنج پہنچانے والوں کے لئے رحمت و شفقت سے بھرپور - چنانچہ طائف سے واپسی کے وقت فرمایا کہ میں ان لوگوں کے لئے بد دعا نہیں کرونگا - اگر آج یہ میری مخالفت کرتے اور مجھے دکھ پہنچاتے ہیں - تو انشاء اللہ کل ان کی اولادیں مسلمان ہو کر اسلام کے لئے اپنی جانیں قربان کریگی -

جور و ستم کے بادلوں کی مہیب صورت بجائے اس کے کہ آپ کے استقلال و رفتار میں کوئی کمی پیدا کرے - آپ کی ہمدردی اور ولولۂ تبلیغ کو اور زیادہ چمکاتی تھی - آپ مصائب کی ذرا بھی پروا نہ کرتے اور ہر میلہ اور مجمع میں تشریف لے جاتے - اور لوگوں کو دعوت حق دیتے - اس بے نظیر جرأت و ہمت اور صبر و استقلال پر اور مسلمانوں کی تعداد میں روز افزوں ترقی دیکھ کر قریش مکہ کے دل میں دشمنی کی آگ اور زیادہ بھڑک اٹھی - اس لئے انہوں نے اسلام کا نام و نشان مٹا دینے کیلئے فیصلہ کر لیا - اور ایذا رسانی کی باقاعدہ کمیٹیاں بنائیں اور آپ کے قتل کے مشورے ہونے لگے جہاں بانی اسلام کو سخت سے سخت ایذائیں پہنچائی جاتی تھیں اور آپ کے قتل کے مشورے ہوتے تھے - وہاں آپ کے تابعداروں پر بھی مصائب و آلام کی خوفناک گھٹا چھائی ہوئی تھی -

اور لہو بہ بہ کر جوتے میں جم گیا۔ یہاں تک کہ وضو کیلئے جوتا پاؤں سے نکالنا مشکل ہوگیا۔

اسی مقام میں ایک دفعہ مشرکین و کفار نے اس قدر گالیاں سنائیں تالیاں بجائیں اور چیخیں لگائیں اور حضور علیہ السلام پر گر گر پڑتے تھے کہ آپ کو ایک مکان کے احاطہ میں چلے جانے پر مجبور کر دیا۔ یہ مکان فرزندان ربیعہ کا تھا۔ ان کو بدمعاشوں کے ظلم اور حضور کی نہایت مظلومیت پر ترس آیا۔ اپنے غلام عداسؓ کو ایک پلیٹ میں انگور رکھ کر بھیجا کہ جا اس شخص کو دے آ۔ حضور نے انگوروں کی طرف ہاتھ بڑھایا اور زبان مبارک سے "بسم اللہ" پڑھا۔ عداس عیسائی تھے یہ کلمہ سن کر حیران ہوا کیونکہ وہاں کے باشندے اس کلمہ کو نہیں جانتے تھے۔ آنحضور سے اس کے متعلق باتیں شروع کیں۔ جب آپ نے فرمایا کہ میں نبی ہوں تو عداس فوراً جھک پڑا اور آپ کا سر ہاتھ پاؤں چومنے لگا۔

جب عداس اپنے آقا کے پاس واپس آیا۔ تو اس نے کہا کہ کمبخت تجھے کیا ہوگیا تھا۔ کہ اس شخص کے ہاتھ پاؤں چومنے لگ گیا۔ عداس نے جواب دیا کہ حضور آج اس شخص سے بہتر روئے زمین پر کوئی نہیں آقا نے یہ سن کر ڈانٹ دی اور خاموش کرا دیا۔

اسی مقام پر ایک مرتبہ جب آپ وعظ فرما رہے تھے۔ تو آپ کو پتھروں سے اس قدر زخمی کیا گیا کہ آپ بیہوش ہو کر گر پڑے زیدؓ نے پیٹھ پر اٹھایا۔ اور شہر کے باہر لے گئے۔ چہرہ اقدس پر پانی

اور سخت سرخ کئے ہوئے پتھروں اور کوئلوں سے جسم پر داغ دیئے جاتے۔

بعینہ۔ زنیرہ۔ نہدیہ اور اُمِ عبیس وغیرہ غریب لونڈیاں تھیں۔ انکے سنگ دل آقا اسی قسم کی سخت وحشیانہ سزائیں دیا کرتے تھے۔ اور حضور علیہ السلام کی بیٹی کو جب کہ وہ مکہ کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ رہی تھیں حالت حمل میں ایسا نیزہ مارا کہ وہ اس صدمہ سے جانبر نہ ہو سکیں۔

حضرت اُمِ سلمہ کے خاوند نے ہجرت کی تو اُمِ سلمہ کو جبراً روک لیا گیا۔ بنو عبدالاسد نے گود کے بچے کو ماں سے چھین لیا اُمِ مسلمہ اس مقام پر روز جاتی جہاں اس کا خاوند اس سے علیحدہ ہُوا تھا۔ اور گھنٹوں رو دھو کر واپس آتی۔

حضرت عثمان بن عفان کو ان کا حقیقی چچا کھجور کی صف میں باندھ کر لپیٹ دیتا اور نیچے سے دھواں دیا کرتا۔

بعض صحابہ کو گائے اونٹ کے کچے چمڑے میں لپیٹ کر پھینک دیا جاتا اور بعض کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ کی شدت میں جلتے جلتے پتھروں پر گرا دیا جاتا۔

غرض ایسی وحشیانہ سزائیں دی جاتی تھیں جن کی کہیں نظیر نہیں ملتی اور یہ سب صرف اس گناہ میں کہ وہ مسلمان تھے۔ مگر جس قسم کی سزائیں بے نظیر تھیں۔ ان کا استقلال بھی عدیم النظیر تھا جو صرف اسلام

بلال حبشیؓ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ جب امیہ کو ان کے اسلام لانے کی خبر ہوئی۔ تو ان کے لئے گوناگوں عذاب ایجاد کئے گئے گردن میں رسی ڈال کر لڑکوں کے ہاتھ میں دی جاتی اور وہ پہاڑوں پر گھسیٹتے پھرتے۔ موسم گرما میں عین دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت پر ان کو لٹا کر چھاتی پر گرم پتھر رکھ دیا جاتا۔ مشکیں باندھ کر خاردار لکڑیوں سے زدوکوب کی جاتی۔ کئی وقت تک برابر بھوکا رکھا جاتا۔ مگر اللہ کا مقبول ان تمام وحشیانہ مظالم کو نہایت صبر و استقلال سے برداشت کرتا اور احد احد کے نعرے لگاتا۔

حضرت عمارؓ۔ ان کے والد یاسر۔ اور ان کی والدہ کو صرف اس لئے کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ ایسی خوفناک مصائب کا سامنا کرنا پڑا کہ آج بھی ان کے تخیل سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور دل کانپ اٹھتا ہے۔ ایک روز اللہ کے نبی نے ان کو سخت بیکسی میں عذاب سہتے دیکھا۔ فرمایا (اصبروا یا آل یاسر۔ فان موعدکم الجنۃ) اے آل یاسر صبر کرو۔ تمہارا مقام جنت ہے۔ بیرحم اور ظالم دشمنوں نے والدۂ یاسر کے اندام نہانی پر نیزہ مار کر اس مظلومہ کو شہید کر ڈالا۔

ابو فکیہہ کو جن کا نام افلح تھا۔ پاؤں میں رسی باندھ کر نکیلے پتھروں پر گھسیٹا جاتا کہ ان کا تمام بدن زخمی ہو جاتا۔

خبابؓ بن ارث کے سر کے بال کھینچے جاتے۔ گردن مروڑی جاتی۔

تو بڑے بڑے مغرور اور سرکشوں پر بھی اپنا معجزانہ اثر دکھائے بغیر نہیں رہتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو مخالفین میں سب سے زیادہ زبردست تھے۔ حضور کے قتل کے ارادے سے گھر سے نکلتے ہیں۔ اور راستہ میں پتہ چلتا ہے۔ کہ بہن اور بہنوئی دونو مسلمان ہو چکے ہیں بے تابانہ بہن کے گھر پہنچتے ہیں۔ اور ان دونو کو مارنا پیٹنا شروع کرتے ہیں۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ عمر پہلے وہ کلام سن لو جس کو سن کر ہم ایمان لائے ہیں۔ اگر تمہیں اچھے معلوم نہ ہو تو ہمیں قتل کر ڈالنا۔ حضرت عمر۔ خاموش کھڑے ہو جاتے ہیں اور قرآن کی تلاوت کیجاتی ہے۔ حضرت عمر بے اختیار رونے لگتے ہیں۔ اور اسی وقت مطیع و منقاد ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ اکبر۔ وہ شخص جو آپ کے قتل کے ارادہ سے نکلا تھا خود شہید اسلام بن جاتا ہے۔

امیر حمزہ۔ آپ کے چچا کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ ابوجہل نے حضرت کو سخت گالیاں سنائیں۔ آنحضرت صلعم نے بالکل پرواہ تک نہ کی۔ تو اس نے ایک بھاری پتھر اٹھا کر آپ کے سر پر دے مارا۔ خون بہنے لگا۔ امیر حمزہ کو خبر ہوئی۔ تو قرابت کے جوش میں موقعہ پر پہنچ گئے۔ اور ابوجہل کو اس زور سے تیر مارا کہ وہ زخمی ہو گیا۔ اور خود دربار نبوی میں حاضر ہو کر کہا کہ بھتیجے تم یہ سن کر خوش ہو گے۔ کہ میں تمہارا انتقام لے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔

کی صداقت اور ہادئ اسلام کی صحبت کا نتیجہ تھا۔

خدارا انصاف کیجئے جس جماعت کی مظلومیت کی یہ حالت ہو کہ ان کی عورتوں کو سخت بے حرمتی سے قتل کیا جاتا ہو شیر خوار بچوں کو ماؤں کی گود سے چھین لیا جائے۔ خود طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہوں۔ خود سالار قافلہ سخت سے سخت مصائب کا نشانہ بن رہا ہو۔ ایسی جماعت کے روز بروز بڑھنے کا کیا راز تھا۔ وہ کیا شئے تھی۔ جو ایسے حالات میں لوگوں کو اسلام لانے پر مجبور کرتی تھی۔ اور وہ کیا حقیقت تھی جو اُن کو ان تمام وحشیانہ مظالم کے برداشت کرنے پر آمادہ کر دیتی تھی۔ پھر کیا وہ تلوار کی تیز دھار تھی۔ جو لوگوں کو نبی صلعم کے پاؤں پر جبراً جھکا دیتی تھی۔ یا کوئی خزانہ۔ امارت اور سلطنت کی طمع و لالچ کی حلاوت تھی جو دلوں کے لئے باعث کشش تھی؟ نہیں۔ نہیں۔ اس میں سے تو کوئی چیز بھی نہ تھی۔ تو پھر سوائے اس کے کیا کہو گے کہ اسلام کی تعلیم اور ہادئ اسلام کے اسوۂ حسنہ میں ایک زبردست قوت جاذبہ تھی۔ جو مخالفوں کو حلقہ بگوش اسلام بنا دیتی تھی۔ اس میں وہ روحانی و قلبی طمانیت پاتے تھے۔ کہ دوسری تمام لذتوں کو فراموش کر دیتے تھے۔ اور اس کے خاطر تمام قسم کے مصائب اور تکلیفوں کا برداشت کرنا ان کیلئے آسان اور سہل ہو جاتا تھا۔

قاعدہ ہے۔ کہ جب صداقت مظلومیت کے رنگ میں پیش کیجائے

ہجرت کر جائیں۔ سب نے وطن مالوف کو خیر باد کہا۔ اور جائیداد وغیرہ سب کو چھوڑ کر آخر سب مدینہ میں جمع ہو گئے۔ مگر قریش نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ اور مسلمانوں کو نیست و نابود کر لینے کی ٹھان لی۔ پہلے بھی جب مسلمان حبش جا رہے تھے۔ قریش نے وہاں پہنچ کر ان کے گرفتار کرنے کی کوششیں کی تھیں۔ مگر ناکام رہے۔ اب یہودیوں کے ساتھ ساز باز کرنے کے بعد مسلمانوں کو دھمکی دی کہ "تم مغرور نہ ہو جانا کہ مکہ سے بچ کر نکل گئے مدینہ میں ہی تمہارا کام تمام کر دیا جائیگا" اس کے بعد مختلف جمعیتیں مدینہ پہنچتی رہیں۔ اور کھیتوں کو جلا کر مال و مویشی کو لوٹ کر واپس چلے جاتے۔ مگر مسلمانوں نے اس کی بھی کوئی پروا نہ کی۔ آخر ایک ہزار جانباز مسلح خونخوار۔ سر سے پاؤں تک زرہ پوش جن کی سواری کے لئے سات سو اونٹ اور تین سو گھوڑے تھے۔ مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ اگر اسوقت بھی مسلمانوں کو اپنی جان و مال و عیال کی حفاظت کا حکم نہ ملتا۔ اور وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے۔ تو سب کے سب تلوار کی گھاٹ اتار دئے جاتے نہ معصوم بچوں پر رحم کیا جاتا۔ نہ مظلوم عورتوں اور بوڑھوں کی فریاد سنی جاتی۔ جس کا تجربہ مسلمانوں کی تیرہ سالہ زندگی سے ہو چکا تھا۔ اور اس طرح مسلمان خودکشی کے مجرم ٹھہرتے اور خدا کی امانت خاک میں مل جاتی۔ مگر مشیت ایزدی یہ تھی کہ اس کی وحدانیت کو دنیا میں پھیلانے والی جماعت باقی رہے۔

کہ "چچا مجھے اس بات پر خوشی نہیں ہو سکتی ہاں تم اسلام لے آؤ تو مجھے خوشی ہے" بس اتنا سننا تھا کہ امیر حمزہ مسلمان ہو گئے۔
حج کے موقعہ پر قبائل عرب تمام اطراف و اکناف سے مکہ میں آتے تھے۔ قریش مکہ پیش بندی کے طور پر ہر ایک قبیلہ کے پاس جا کر اُن کو سمجھاتے کہ یہاں ایک دیوانہ ہے۔ جو بت پرستی کو بُرا کہتا ہے ہماری آبائی رسم و رواج کی مذمت کرتا ہے۔ اس کی باتیں نہ سُننا اور اس طرح خود ہی دشمنان اسلام ناواقف لوگوں میں اشاعت اسلام کا باعث بن جاتے۔ الانسان حریص علےٰ ما منع۔ انسان کو جس چیز سے روکا جائے اُس کو اس کی خواہش بڑھتی ہے۔ ان لوگوں کو قدرتی طور پر خواہش پیدا ہو جاتی کہ دیکھیں وہ دیوانہ کیسا ہے جس کے قریب جانے سے بھی ہمیں روکا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ جب آپ سے ملاقات ہوتی تو اُن میں سے اکثر آپ کی تعلیم کو سن کر اور آپ کے صبر و استقامت کو دیکھ کر نہ صرف مسلمان ہو جاتے بلکہ اسلام کے زبردست مبلغ بن کر واپس جاتے۔ اور اپنے شہروں میں جا کر اشاعت اسلام کا کام شروع کر دیتے۔

مسلمانوں کی یہ حالت برابر تیرہ سال تک رہی۔ اور جب مظالم حد سے بڑھ گئے۔ تو بحکم رب العزت اللہ کے نبیؐ نے اجازت دے دی کہ مکہ کو چھوڑ کر جہاں چاہیں مسلمان اپنی جان بچانے کے لئے

سے اتر رہا تھا۔ کہ حضرت عمر نے دیکھ لیا۔ سمجھ گئے کہ یہ شیطان ضرور
کسی مفسد ارادے سے آیا ہے۔ ہاتھ اس کی تلوار کے قبضہ پر ڈالا
اور گردن سے پکڑ کر حضور کی خدمت میں لے چلے۔ حضور صلعم
نے دیکھ کر فرمایا کہ عمر۔ اسے چھوڑ دو۔ اور عمیر سے پاس آنے دو
عمیر سے دریافت فرمایا کہ کس ارادے سے آئے جب اس نے
ٹالنا چاہا۔ تو آپ نے صفوان کے ساتھ اس کے مشورے کی تمام
کیفیت کہہ سنائی اور فرمایا کہ تم میرے قتل کے ارادے
سے یہ تلوار زہر میں بجھا کر لائے ہو۔ عمیر حیران رہ گیا۔ اس واقعہ
کا سوائے صفوان کے کسی کو علم نہیں۔ اور باوجود اس کے کہ آپ
کو میرے ارادے کا کامل علم ہے۔ پھر بھی کس وسعت اخلاق سے
آپ نے حضرت عمر کو میری تلوار اور گردن پکڑنے سے روک دیا۔
اور مجھے اپنے قریب کس آزادی سے بیٹھنے کی اجازت دی۔ پھر
کیا تھا۔ وہ دشمن جس نے آپ کے جان لینے کی غرض سے مکہ سے
مدینہ تک کے طویل سفر کی زحمت اٹھائی تھی۔ اپنی جان اسلام
اور ہادی اسلام پر نثار کر دی۔ اور مکہ واپس پہنچ کر اسلام کا سب سے
بڑا مبلغ بن گیا۔

اس کے بعد جنگ احد میں پھر قریش نے پانچ ہزار جرار فوج کے
ساتھ مسلمانوں پر حملہ کیا۔ اور شکست کھائی۔ اسی جنگ میں

اپنی رحمت سے دفاع کی اجازت دی۔ اور یہ وہی وجہ ہے۔ جس کو آج کل کا مروجہ قانون حفاظت خود اختیاری کے نام سے جائز ٹھہراتا ہے۔
اب چونکہ مسلمانوں کو جنگ کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ اس لئے باوجود سخت بے سروسامانی اور قلت تعداد حملہ آوروں کے دفاع کے لئے تیار ہو گئے۔ اور دشمن کو مدینہ سے باہر ہی روکنا مناسب سمجھا۔ کل ۳۱۳ کی قلیل جماعت جن کے پاس صرف دو گھوڑے اور ۶۰ اونٹ تھے۔ مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ اور خدائے بزرگ و برتر کی مدد سے زبردست دشمن پر کامل فتح حاصل کی ستر مشہور سردار اسیر ہوئے۔
مظلوم مسلمانوں کا جوش انتقام۔ اس زمانہ کا جنگی قانون۔ آئندہ خطرہ کو دور کرنے کے لئے دیگر قبائل پر رعب قائم کرنے کی ضرورت یہ سب چیزیں اس امر کی مقتضی تھیں کہ تمام قیدیوں کو قتل کر دیا جاتا۔ مگر خدائے رحیم کے رحم دل نبی نے تاوان لیکر سب کو آزاد کر دیا۔
شکست کھا کر قریش کے حسد کی آگ اور مشتعل ہوئی طرح طرح کی سازشیں کرنا شروع کیں۔ صفوان اور عمیر نے مکہ کے باہر سنسان جنگل میں آپ کے قتل کا مشورہ کیا۔ عمیر نے اپنی تلوار زہر میں بجھائی اور مدینہ کا رخ کیا۔ مسجد نبوی کے قریب اونٹ

تو اُن کو دو سو جوانوں نے گھیر لیا۔ اور اُن سے کہا کہ تم اپنے آپ کو ہمارے
سپرد کردو۔ حضرت عاصمؓ نے فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ مسلمان محض اپنی
جان بچانے کے لئے اپنے آپ کو کفار کے حوالہ کردیں۔ کفار نے تیر برسانے
شروع کئے۔ تو حضرت عاصم معہ اپنے رفقاء کے ایک قریب کے پہاڑ پر
چڑھ گئے۔ صحابہ بھی جواب دیتے رہے۔ آخر آٹھ صحابہ شہید ہوئے۔ اور
دو بزرگوار خبیبؓ اور زیدؓ گرفتار کر لئے گئے۔ ان دو حضرات کو قریش مکہ کے
پاس بیچ ڈالا۔ قریش نے ان کو چند روز حارث کے گھر میں بھوکا پیاسا
قید رکھا۔ اس اثناء میں ایک روز حارث کا بچہ چھری سے کھیلتا ہوا
حضرت خبیب کے پاس پہنچ گیا۔ جب بچے کی ماں نے یکایک دیکھا
کہ اس کا بچہ چھری لیکر اس قیدی کے پاس پہنچ گیا ہے جسے چند روز
سے بے آب و دانہ رکھا گیا ہے تو بے اختیار چیخ اٹھی۔ اور سخت اضطراب
میں دوڑتی ہوئی وہاں پہنچی جہاں حضرت خبیب قید تھے۔ دیکھا کہ بچہ
کو اس بھوکے پیاسے قیدی نے زانو پر بیٹھایا ہوا ہے اور پیار کر رہا ہے
چھری لیکر زمین پر رکھ دی ہوئی ہے۔ بچہ کی ماں حیرت میں تھی کہ یہ
عجب انسان ہے۔ کہ باوجود اس کا یقین ہونے کے کہ قوم کل یہ چھری
نہایت بیرحمی سے اس کی گردن پر پھیرے گی اور جس نے اس کو کئی
روز سے بھوکا پیاسا رکھا ہوا ہے اسی کو پیار کر رہا ہے۔ حضرت خبیب
نے دیکھا تو فرمایا کیا تو نے خیال کیا تھا کہ میں اس لڑکے کو قتل کر دونگا۔
[illegible] کہ میں مسلمان ہوں اور غدر کرنا مسلمان کا کام نہیں۔

دشمنوں نے خدا کے نبی پر اس قدر پتھر برسائے کہ آپ کے چار دانت شہید ہو گئے۔ بازو زخمی اور پیشانی مبارک سے خون بہنے لگا۔ اسی جنگ میں حضرت امیر حمزہؓ شہید ہو گئے۔ اور دشمنوں نے آپ کی لاش کو جوش انتقام میں ان کے اعضاء کاٹ کر لاش کو سخت بے حرمت کیا۔ ہندہ نے آپ کے کلیجہ کو نکال کر دانتوں سے چبایا۔

اس جنگ میں صحابہ نے آپ سے عرض کی کہ ان ظالموں کے لئے بددعا فرمائیں۔ رحمت للعالمین نے فرمایا۔ (انی لم ابعث لعانا ولکنی بعثت داعیا ورحمۃ) میں لعنت بددعا کرنے کے لئے نہیں بنایا گیا۔ مجھے تو خدا کی طرف بلانے والا اور سراپا رحمت بنایا گیا ہے۔ پھر فرمایا (اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون) اے اللہ میرے میری قوم کو ہدایت دے وہ مجھے نہیں جانتے۔

تبلیغی وفود کے ساتھ بدسلوکی

قریش نے عضل اور قارہ کے سات اشخاص کو مدینہ بھیجا۔ انہوں نے دربار نبوی میں پہنچ کر کہا کہ ہمارے قبیلے اسلام لانے کو تیار ہیں۔ ہمارے ساتھ مبلغ کر دیجئے کہ ہمارے قبیلوں کو اسلام کی تعلیم سے آگاہ کریں۔ آپ نے دس بزرگ صحابہ کو ساتھ کر دیا۔ حضرت عاصم کو ان کا امیر مقرر کیا۔ جب یہ قلیل جماعت ان کی زد میں پہنچ گئی۔ تو

کی مظلومیت کی داستان کی ضرورت ہے تو اس سے کہیں بڑھ کر اس امر کے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ کہ اس قوم نے غلبہ۔ نصرت اور فتح کی حالت میں اپنے دشمنوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ جن کے جور وستم کے سالہا سال تک وہ تختہ مشق رہ چکے تھے۔

قریش مکہ نے صلح حدیبیہ میں جو معاہدہ مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا۔ دو سال بھی نہ گزرے تھے۔ کہ اس کی خلاف ورزی کردی۔ بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ قریش سردار خود بھی نقاب پوش ہو کر جنگ میں شریک ہوئے۔ بنو خزاعہ مسلمانوں کے حلیف تھے۔ ان غریبوں نے ہر طرح امان مانگی۔ بھاگ کر خانۂ کعبہ میں پناہ لی۔ مگر ان کو ہر جگہ بے دریغ تہ تیغ کیا گیا۔ مظلوموں سے چالیس آدمی جان بچا کر مدینہ پہنچ گئے۔ اور اپنی بیکسی اور بربادی کی پردرد داستان سنائی۔ معاہدہ کی پابندی۔ فریق مظلوم کی دادرسی کی غرض سے حضور علیہ السلام دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں ابو سفیان اور عبد اللہ ملے۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے اسلام کے مٹانے میں بڑی بڑی کوششیں کی تھیں۔ اور جنہوں نے آپ کی صاحبزادی زینبؓ کو تیر مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ مگر جب حضرت علیؓ کے مشورے کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا (تا اللہ لقد آثرک اللہ علینا وان کنا لخطئین) کہ واللہ آج آپ کو اللہ نے ہم پر غلبہ دیا ہے۔ اور ہم خطاکار تھے۔ تو رحمۃ للعالمین نے فرمایا۔

دوسرے روز قریش نے حضرت خبیب کو صلیب پر کھڑا کر دیا اور کہا کہ "اگر اسلام چھوڑ دو تو تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے"۔ جواب دیا کہ "جب اسلام ہی نہ رہا تو جان بچا کر کیا کرینگے"۔ پھر پوچھا کہ کوئی تمنا ہو تو کہو۔ حضرت خبیب نے دو رکعت نماز کی اجازت مانگی۔ اور فرمایا کہ دل تو چاہتا تھا کہ نماز میں زیادہ وقت لگاؤں۔ مگر اس خیال سے ڈرا کہ کہیں کفار یہ نہ کہیں کہ موت کے خوف سے نماز میں دیر کر رہا ہے۔ غرض کہ نہایت بیرحمی سے آپ کو شہید کیا گیا۔

ایک اور اسی قسم کی سازش کر کے ستر صحابہ کی جماعت کو جو تبلیغ کے لئے گئے تھے۔ بیگناہ تلوار کی گھاٹ اتار دیا گیا۔ صرف ایک بزرگ نے جو لاشوں کی آڑ میں چھپ کر جان بچا سکے۔ مدینہ پہنچ کر واقعہ جانکاہ کی خبر دی۔

یہ مختصر سی داستان ہے ان مظالم کی جو غریب مسلمانوں پر توڑے جاتے تھے۔ جس کے جواب میں مسلمانوں نے ہمیشہ معافی اور درگزر سے کام لیا۔ اور جب کبھی مسلمان مدافعت پر مجبور کر دئے گئے تو اثنائے جنگ میں اور جنگ کے بعد قیدیوں کے ساتھ بھی وہ سلوک کیا جس کی آج دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

مسلمان فاتحانہ رنگ میں

کسی قوم کی اخلاقی اور مذہبی حالت کا صحیح اندازہ کرنے کیلئے اگر اس

اس کے بعد ہوازن اور ثقیف کے قبیلوں نے بیعت شکنی کا انتقام
لینے کے لئے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اور اپنے زن بچہ مال مویشی کو بھی
ساتھ لائے۔ اس خیال سے کہ میدان جنگ سے بھاگ نہ سکیں۔ یہ
خبر سن کر آنحضرت صلعم مکہ سے باہر نکلے اور حملہ آوروں کو باہر ہی
روکا۔ کفار کو شکست ہوئی۔ بہت سا مال اور چھ ہزار قیدی مسلمانوں
کے ہاتھ لگے۔ قبیلہ ہوازن کے سردار آئے اور رحم کی درخواست کی۔ یہ
وہی لوگ تھے جنہوں نے طائف میں خدا کے نبی پر کئی مرتبہ پتھر برسائے
تھے۔ اور آخری دفعہ زید بن حارثہ آپ کو بیہوشی کی حالت میں اٹھا کر
لائے تھے۔ آپ نے فرمایا ہاں میں خود تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ میں اپنے
حصہ اور اپنے خاندان کے حصہ کے قیدیوں کو بلا معاوضہ چھوڑتا
ہوں۔ انصار و مہاجر نے بھی آپ کی پیروی کی۔ اور سب قیدی بلا
معاوضہ چھوڑ دئے گئے۔ پھر سب قیدیوں کو اپنے حضور سے لباس پہنا
کر روانہ کیا۔

بنو قریظہ یہودی جو مدینہ کے اندر آباد تھے۔ اور مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ
کر چکے ہوئے تھے۔ جنگ احزاب یا خندق میں عہد شکنی کر کے حملہ
آوروں کے ساتھ مل گئے۔ نبی صلعم کے نقیب نے ہر چند چاہا کہ ان
کو معاہدہ یاد دلایا۔ مگر اس وقت انہوں نے صاف کہدیا کہ "محمد کون
ہے ہمارا اس کے ساتھ کوئی عہد پیمان نہیں"۔ اور شہر کے اندر فساد
برپا کر دیا۔ اور مسلمان عورتوں اور بچوں کو سخت خطرہ میں ڈال دیا۔

(لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الرّاحمین) آج تم پر کوئی الزام نہیں۔ میں نے تمہیں معاف کیا اور اللہ بھی تم کو معاف کرے۔ اس وقت ابو سفیان نے عجیب جوش و نشاط کے حالت میں اشعار پڑھے۔

جب اسلامی لشکر مکہ پہنچ کر شہر میں داخل ہوا۔ تو بجائے اس کے کہ شہر کے گلیوں کوچوں میں قید یا قتل کا بازار گرم ہوتا شہر کی دیواروں سے وہی لا تثریب علیکم الیوم کی شفقت اور رحمت بھری آواز ٹکرا رہی تھی۔

اللہ اکبر۔ آج وہی مکہ ہے۔ اور وہی مکہ والے۔ جن کے خوفناک مظالم کی داستان ابھی بالکل تازہ ہے۔ ابھی بیکس مسلمانوں۔ انکے معصوم بچوں۔ ان کی مظلوم عورتوں کے خون سے ان کے ہاتھ رنگین ہیں۔ ان کو یقین ہے کہ ان میں سے ہر ایک سزائے موت کا مستحق ہے۔ مگر رحمۃ للعالمین کی دریادلی اور وسعت اخلاق پر قربان کہ الیوم یوم البرّ والوفا (آج احسان کرنے اور وفا کرنے کا دن ہے) کا اعلان سنا کر غمگین دلوں کے لئے پیغام شادمانی اور مجرموں کے لئے پیام امان دیتے ہیں۔ الاسلامی لشکر والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس (غصہ کو ضبط کرلیتے اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں) صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر بن کر اپنے دشمنوں کو حیرت میں ڈال رہا ہے۔

اور اس میں ان کو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے کہ یہ
ان کی مقدس تعلیم اور قوانین جنگ کے عین مطابق تھا۔ مگر سعد نے
جس پر اسلام کی تعلیم پورا اثر کر چکی تھی۔ وہ "رحمتہ" للعالمین کے عفو
و درگذر کے بینظیر مناظر دیکھ چکا تھا۔ اس بنا پر اصنایہ مراعات سے کام لیا
جن کے وہ اپنی شریعت کے رو سے کسی طرح بھی مستحق نہیں تھے۔ کیونکہ
ان کے عیال و اطفال۔ مال و متاع وغیرہ کے لوٹ لینے کا ہرگز کوئی
حکم نہیں دیا۔ بلکہ مردوں سے بھی صرف جنگی مردوں کے قتل پر اکتفا
کیا۔ پھر ان میں سے بھی ایک جماعت کو رہا کر دیا گیا +

موتہ کے سردار نے اسلامی سفیر حارث بن عمیر کو قتل کرا دیا۔ جو دعوت
اسلام کا خط لیکر وہاں گیا تھا۔ اور بجائے اس کے کہ وہ اس بزدلانہ
حرکت اور نامردانہ قتل پر نادم ہوتا جنگ پر آمادہ ہو گیا +

اور ایک لاکھ عیسائی فوج صرف تین ہزار مسلمانوں کے قلیل دستہ
کو نیست و نابود کر دینے کے لئے میدان میں آکھڑی ہوئی۔ اگر مسلمانوں
کے ساتھ خدا کا ہاتھ نہ ہوتا تو دنیا پر ان کا نام و نشان بھی نہ رہتا +

اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کے طرز عمل کو دیکھئے کہ جب کسی دشمن
کے مقابلہ میں فوج روانہ کی جاتی تو ان کے لئے یہ حکم ہوتا (ان
یکرموا رسل العدو و اذاقوا موالیھم) اگر دشمن کی طرف سے
ان کے پاس سفیر آئیں تو ان کی عزت کریں اور احترام کریں +

بنو قریظہ یہ سمجھ چکے تھے کہ جب باہر سے دس ہزار دشمن کا جرار لشکر حملہ آور ہو گا۔ اور شہر کے اندر غدر پھیلا کر ہم مسلمانوں کی عافیت تنگ کر دیں گے۔ تو دنیا میں مسلمانوں کا نام نشان بھی باقی نہ رہیگا۔ آخر جب حملہ آور ۲۰ بیس روز کے محاصرے کے بعد ناکام واپس پھرے تو آنحضرتؐ نے بنو قریظہ سے ان کے غدر کی وجہ پوچھی۔ مگر وہ پھر لڑائی پر تیار ہو گئے اور قلعہ بند ہو بیٹھے۔ مسلمانوں نے مجبور آمحاصرہ کیا۔ بنو قریظہ نے تنگ آکر قبیلہ اوس کو جن کے ساتھ ان کے پہلے تعلقات بھی تھے بیچ میں ڈالا۔ اور سعد بن معاذ کو (اوس کے سردار تھے) اپنے فیصلے میں حکم مقرر کیا۔ کہ جو فیصلہ سعد کرے۔ خدا کا نبیؐ اس کو تسلیم کرے۔ چنانچہ سعد نے ضروری تحقیقات کے بعد فیصلہ دیا کہ ان کے جنگی مرد قتل کر دئے جائیں۔ اس فیصلہ کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ حضور سعد کے فیصلہ پر عمل کر سکتے تھے۔ کیونکہ وہ انہی کے منتخب کردہ منصف کا فیصلہ تھا۔ مگر رحمۃ للعلمین نے پھر بھی بہت سے قیدیوں کو بلا معاوضہ آزاد کر دیا۔

ظاہر میں تو سعد کا یہ فیصلہ نہایت ہی سخت معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ سعد نے بنو قریظہ کو الٹے حد مشکور ہونے کا موقعہ دیا۔ کیونکہ شریعت موسوی کے مطابق تمام مرد بلا امتیاز قتل کئے جا سکتے تھے۔ انکی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا جا سکتا تھا۔ ان کے مال و متاع کو لوٹ لینا مباح تھا۔ ان کے فصلوں اور کھیتوں کو جلا دینا جائز تھا (کتاب گنتی ۳۱ باب ۶ تا ۱۵)

کا فیصلہ کرنے کے لئے نیزہ کی نوک اور تلوار کی دھار پیش کی صداقت کو تلوار کے زور سے دبانا چاہا اور اسلام کے حیرت انگیز سرعت کے ساتھ پھیلنے کو فوجی طاقت اور حکومت کے رعب سے نہ صرف روکدینا بلکہ تباہ کر دینا چاہتے تھے پس خدا کا جلال جوش میں آیا۔ اور چاہا کہ دنیا کے مقرر کردہ معیار کے مطابق بھی اپنی صداقت کو ظاہر کر دے۔ اور بتا دے کہ بادلوں کی زبردست اور مہیب گھٹائیں آفتاب جہاں تاب کی شعاعوں کو دیر تک نہیں روک سکتیں۔ الا ان حزب اللّٰہ ھم المفلحون ٭

باوجودیکہ مسلمانوں کو ہر طرف سے جنگ کی ایک عالمگیر دعوت دی گئی جس کی وجہ سے اضطراراً ان کو میدان میں کودنا پڑا۔ تاہم انہوں نے اپنے طرز عمل سے ہمیشہ یہی ثابت کیا ہے۔ کہ اسلامی جنگ سفاکی خونریزی اور جذبۂ انتقام کا خوفناک اور دل ہلا دینے والا منظر نہیں ہے۔ اور خدا ترسی اور رحمدلی کے حامیوں کی ڈپلومیسی بدعہدی، روبہ بازی اور وحشیانہ مظالم سے اس کا دامن کبھی آلودہ نہیں ہوا۔ بلکہ وہ محبت انصاف اور عفو کی جانفزا داستان ہے جو ہر زمانہ میں دہرائی گئی ٭ جب مسلمانوں کو گرمایا گیا تو وہ ایک مہیب طوفان کی طرح اٹھے اور مغلوب و ہزیمت خوردہ دشمن پر باران رحمت بن کے برسے ان کی جان و مال زراعت وغیرہ کی اسی طرح حفاظت کی جس طرح ایک مسلمان کی کی جاتی ہے۔ مخالف مذاہب کی عزت و احترام کیا۔ اور

جنگ یرموک میں اڑھائی لاکھ عیسائی مسلمانوں کو تختۂ زمین سے مٹا دینے کے لئے پاؤں میں زنجیریں ڈالے۔ اپنے آپ کو پگڑیوں سے باندھے ہوئے صف بستہ ہوئے۔ تاکہ کوئی بھاگ نہ سکے۔ چالیس ہزار مسلمانوں نے مقابلہ کیا۔ اور وہ عظیم الشان فتح حاصل کی۔ جس نے آئندہ کے لئے عیسائیوں کو بے دست و پا کر دیا اور ان کی ہمتوں کو پست کر دیا ؂

ناظرین دیکھ چکے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے صفحہ ہستی سے مٹا دینے میں مشرکین۔ یہود و نصاریٰ وغیرہ نے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا تھا۔ مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم کئے۔ بد سے بدتر جور و ستم کا ان کو تختۂ مشق بنایا۔ ہر پہلو سے ستایا۔ اور جب دیکھا کہ بڑی سے بڑی آزمائش سخت سے سخت امتحان اور متواتر خوفناک مصائب بھی ان کو اپنے عقیدہ سے ایک بالشت بھر بھی نہیں ہٹا سکے تو ان کو نیست کر دینے کے لئے تلوار اٹھائی۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کو روز بروز ابھرتے اور طاقت پکڑتے دیکھ کر مخالف مذاہب کے حسد کی آگ پورے طور پر مشتعل ہو چکی تھی۔ اور چونکہ اسلام نے دلائل و براہان۔ صداقت و روحانیت کے میدان میں ان کو کھلے طور پر دعوت دی۔ جس کے مقابلہ سے وہ بالکل عاجز تھے۔ اس لئے حق و باطل۔ نور و ظلمت۔ ہدایت و ضلالت

اسلام نے اپنی صداقت غیر مذاہب سے تسلیم کرالی۔ لوگ اپنے مذہب کو چھوڑ کر اسی مذہب فطرت کی طرف آرہے ہیں۔ جس کا نام اسلام ہے۔

جس بُت پرستی کو روکنے کے لئے محمود نے حملے کئے تھے۔ آج وہی کام آریہ نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ بُت پرستی کا کھنڈن کیا۔ اور اُن اقوام کو پھر اپنی جماعت میں جگہ دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ جن کو سالہا سال سے ویدک مت کے سچے پیرؤں نے دائرہ انسانیت سے بھی خارج کر رکھا تھا۔ یہاں تک کہ ان کو اپنی لڑکیاں دینے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ جن کے سایہ سے بھی ان کو پرہیز تھی۔

اگر یہ اسلام کی تعلیم کا کرشمہ نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ پس ہمیں یقین ہے۔ کہ یہ تمام تیاریاں اسلام کے لئے ایک پیش خیمہ ہیں۔ اور ایک دن جلدی آنے والا ہے۔ جب تمام ہندوستان فرزندان اسلام کا ہی گہوارہ ہوگا۔ جہاں سوائے لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی سچی آواز کے اور تمام صدائیں پست ہونگی۔

آبائی وطن ہندوستان ہے تو پھر ہندوؤں کو کیا حق ہے کہ کسی قوم کو اپنے اصلی وطن میں آنے سے روکیں۔ اور کہیں کہ مسلمانوں کا یہ وطن نہیں مسلمانوں نے کیا جرم کیا کہ وہ اپنے اصلی وطن میں واپس آئے۔ اور جب انکے داخلہ کو روکا گیا تو انہوں نے اپنے قوت بازو سے اپنے حق کا مطالبہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کو جبراً مسلمان کیا کسقدر تعجب کی بات ہے۔ کہ

(۱) راجپوت قوم (جسکی بہادری اور جرأت کے افسانوں سے تاریخیں بھری پڑی ہیں) تو مسلمانوں کی تلوار سے خوف زدہ ہو کر اسلام قبول کرے۔ اور بنیا قوم جو بزدلی اور نامردی میں شہرۂ آفاق ہے۔ وہ اسلامی تلوار سے دہشت زدہ نہ ہو اور اسی طرح اپنے قدیم مذہب پر ثابت و قائم رہے۔

(۲) اگر اسلام کی تلوار جنیو اور چوٹی کاٹنے میں نہایت تیز تھی۔ تو کیا وجہ ہے کہ ایک ہی گاؤں میں ایک ہی قوم کے چند آدمی مسلمان اور باقی ہندو نظر آتے ہیں؟ اور علاقہ ارتداد کے اندر تمام دیہات کی عام طور پر یہی حالت ہے۔ پھر کیا کوئی دوسرا اگنی کنڈ تیار ہوا تھا جس سے چند اور سورما راجپوت پیدا ہوئے جن کے گرز و شمشیر نے اسلامی تلوار کا منہ موڑ دیا تھا۔ کہ وہ باقی جنیو کاٹنے سے رک گئی؟

(۳) غور کرو کہ دہلی اور آگرہ سالہا سال تک شاہان اسلام کا دار الخلافہ رہ چکے ہیں۔ مگر وہاں بھی ہندو آبادی زیادہ ہے۔ پھر کیا ان پر کوئی زمانہ ایسا بھی گذر چکا ہے کہ وہ ہندوؤں سے بالکل خالی ہو گئے ہوں؟ حالانکہ انہی علاقوں میں سب سے پہلے فتنہ ارتداد رونما ہوا ہے۔ اور یہیں زیادہ [illegible] ہے۔

مسلمانو! اللہ کا شکر کرو کہ لیظہرہ علی الدین کلہ کا وقت آپہنچا۔

الہلال بک ایجنسی کی کتب نادرہ

الفرقان بین اولیاء اللہ و اولیاء الشیطان قیمت ۲ ؍ **ایلاء و تخییر** ۸ ؍ **تفسیر سورۃ والتین** ۸ ؍

الجامعہ:۔ پانزدہ روزہ عربی مصور رسالہ حضرت مولانا ابوالکلام کی زیر نگرانی کلکتہ سے شائع ہوتا ہے۔ قیمت فی پرچہ ۸ ؍ سالانہ قیمت پیشگی آٹھ روپیہ (عہ)

تذکرہ:۔ مطبوعہ البلاغ پریس کلکتہ۔ تاریخ۔ ادب۔ سیاست اور مذہب کے مباحث مہمہ کا ایک نہایت دلکش مرقع ہے۔ آخر کتاب میں حضرت مولانا کی مختصر سی سوانح عمری بھی شامل ہے۔ ہدیہ بلا جلد ۳ ؍ مجلد للعہ

تقویۃ الایمان:۔ مصنفہ حضرت شاہ اسمٰعیل شاہ صاحب دہلوی۔ قیمت دس آنہ ۱۰ ؍

غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی خود بیان کردہ سوانح عمری:۔ عرصہ ہوا غازی موصوف نے مشہور ترکی "اخبار وقت" سے اپنے حالات زندگی بیان کئے تھے۔ جو بعد میں عربی میں ترجمہ ہوئے۔ اور اب ان کا عوام کے افادہ کی غرض سے اردو میں ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ غازی موصوف کے اس سے معتبر اور مؤثر حالات زندگی شائع نہیں ہوئے کاغذ طباعت و کتابت اعلیٰ قیمت صرف ۱۲ ؍

انساب الخلافۃ اردو ترجمہ سبائک الذہب:۔ اس کتاب میں نہ صرف عربوں کے نسب نامے اور قبائل درج ہیں۔ بلکہ خلافت اسلامیہ کے تمام خاندانوں کے ذکر کے علاوہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء اور بعد میں خلفاء اور اصحاب رسول اللہ صلعم اور دیگر سلاطین عظام کے سلسلے اور حضرات سادات و قریش کے تمام خاندانوں کے شجرے مندرج ہیں قیمت بلا جلد ۱۲ ؍ مجلد ۱۴ ؍

نوٹ: تصانیف و تالیفات جمعیت دعوۃ و تبلیغ اسلام آخری صفحہ پر ملاحظہ ہوں۔ علاوہ ازیں ہر قسم کی کتب۔ قرآن شریف۔ حمائل شریف۔ بکفایت مل سکتے ہیں۔ اور ہر قسم کی لکھائی چھپائی کا کام سستا اور عمدہ اور وعدہ پر کرا کر بھیجا جاتا ہے۔ ناظرین آئندہ سے ہماری معرفت کام کرائیں۔

مینیجر الہلال بک ایجنسی ۲۴ حلقہ شیرانوالہ دروازہ **لاہور**

الفرقان بین اولیاء اللہ و اولیاء الشیطان

دنیا میں جو مختلف قوتیں ہیں خیر و شر، حق و باطل، اور نور و ظلمت عوام کو ان کی تمیز میں اکثر دھوکا ہوتا ہے۔ امام الہند حضرت مولٰنا ابوالکلام آزاد نے کتاب ہذا میں ان دو متضاد قوتوں کے خصائص و اعمال اور ان اعمال کے نتائج و عواقب کی حقیقت پر ایک تفصیلی بحث فرمائی ہے۔ اور خالص قرآنی آیات کو بطور ثبوت پیش کر کے انکی جامع تفسیر بیان فرمائی ہے جسکی وجہ سے اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے نہایت ضروری ہے۔ حالات موجودہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسکی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت صرف چھ آنہ (۱۸)

ایلا و تخییر

ایک صاحب نے امام موصوف سے عیسائیوں کے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایک نہایت درجہ بے اصل بے بنیاد الزام کے متعلق استفسار کیا تھا حضرت ممدوح نے نہایت تفصیل کے ساتھ جواب دیا تھا جس قبطیہ کے واقعہ۔ امہات المومنین سے ایلاء معین مدت تک تعلق منقطع کر لینے کی وجوہ۔ آیت تخییر کا شان نزول۔ تفسیر سورۂ تحریم وغیرہ نہایت اہم مباحث ہیں۔ اور یہ مضمون تفسیر، حدیث اور تاریخ کی ایک نہایت نفیس مشترک بحث ہے۔ ہم نے اسے بصورت کتاب مرتب کیا ہے۔ ابتداء میں احادیث پر اعتماد و عدم اعتماد کا مسئلہ ہے۔ اور اگرچہ اس کے متعلق حضرت مولانا نے مختصر اشارات پر اکتفا کیا ہے تاہم یہ حصہ بھی بجائے خود ایک مستقل درس بصیرت و موعظت ہے۔ علی الخصوص ان نوجوانوں کے لئے جنہیں خالص مغربی تعلیم نے دینی علوم حقہ سے بالکل بدگمان کر دیا ہے۔ اثنائے بحث میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شیفتگی رسالت کا تذکرہ جہاں آگیا ہے۔ وہ اس درجہ موثر ہے۔ کہ بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے ہیں۔ کاغذ ولایتی۔ وزنی ۲۸ پونڈ۔ چھپائی اعلیٰ۔ قیمت آٹھ آنہ (۸۲)

ملنے کا پتہ: منیجر الہلال بک ایجنسی نمبر ۲ — دروازہ شیرانوالہ لاہور

تصانیف و تالیفات جمعیت دعوت و تبلیغ اسلام

تفسیر سورۂ فاتحہ۔ مصنفہ مولوی محی الدین احمد بی اے ناظم جمعیت دعوت و تبلیغ اسلام پونا و شاگرد رشید حضرت مولانا ابوالکلام آزاد۔ بلا جلد عہ مجلد عا

القول الفرقان فی توضیح حقائق القرآن۔ (عیسائیوں کے چودہ مشہور اعتراضات کا عقلی و نقلی دلائل و براہین سے بطلان) از مولوی محمد علی صاحب ایم اے (کنٹب) سوداگر چرم بمبئی قیمت صرف چھ آنہ

تفسیر سورۂ فلق:۔ مصنفہ قاضی محمد سلیمان صاحب پٹیالوی۔ قیمت ار

ہستی باری تعالیٰ پر ایک دلیل:۔ مصنفہ قاضی محمد سلیمان صاحب پٹیالوی مصنف رحمۃ اللعالمین۔ قیمت سہ

اردو ترجمہ درّ النضید مصنفہ امام شوقانی رح (زیر طبع)

اغراض و مقاصد جمعیت:۔ (زیر طبع)

نوٹ:۔ یہ کتابیں دفتر پونا۔ لاہور۔ اور آگرہ سے طلب کیجئے۔ نیز غیر ذی استطاعت اصحاب اور شوقین طلباء کو مفت بھی دی جاتی ہیں +